﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَنْ یَّشَآء ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۱۰/مارچ ۲۰۰۰ء شمارہ ۱۰
۳/ذوالحجہ ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۱۰/امان ۱۳۷۹ ہجری شمسی

روحانی زندگی دینے والا

حضرت جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
"میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں، میں احمدؐ ہوں، میں ماحیؐ ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کا قلع قمع کرے گا اور میں حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگوں کو اٹھایا جائے گا۔ اور میں عاقب ہوں"۔

(صحیح بخاری۔ کتاب المناقب باب اسماء رسول اللہ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں

خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اسی مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلّی ان کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا ان کا ہو جائے

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزون ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ نام مسلمان فرقہ احمدیہ ہے۔ اور جائز ہے کہ اس کو احمدی مذہب کے مسلمان کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کے لئے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی مسلمان فرقہ احمدیہ۔

جہاں تک میرے علم میں ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ آج تک تیس ہزار کے قریب متفرق مقامات پنجاب اور ہندوستان کے لوگ اس فرقہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں اور جو لوگ ہر ایک قسم کے بدعات اور شرک سے بیزار ہیں.......... اور صلحکاری اور بردباری کی فطرت رکھتے ہیں۔ وہ لوگ بکثرت اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً عقلمندوں کی اس طرف ایک تیز حرکت ہو رہی ہے۔ اور یہ لوگ محض عوام میں سے نہیں ہیں بلکہ بعض بڑے بڑے معزز خاندانوں میں سے ہیں۔ اور ہر ایک قسم کے تاجر اور ملازمت پیشہ اور تعلیم یافتہ اور علماء اسلام اور رؤساء اس فرقہ میں داخل ہیں۔ گو بہت کچھ عام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرقہ ایذا بھی پا رہا ہے۔ لیکن چونکہ اہل عقل دیکھتے ہیں کہ خدا سے پوری صفائی اور اس کی مخلوق سے پوری ہمدردی اور حکام کی اطاعت میں پوری تیاری کی تعلیم اسی فرقہ میں دی جاتی ہے۔ اس لئے وہ لوگ طبعاً اس فرقہ کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ بہت کچھ مخالفوں کی طرف سے کوششیں بھی ہوئیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں مگر وہ سب کوششیں ضائع گئیں کیونکہ جو کام خدا کے ہاتھ سے اور آسمان سے ہو انسان اس کو ضائع نہیں کر سکتا۔

اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ۔ دوسرا احمد ﷺ۔ اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دونا موں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہو گا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سوائے دوستو آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو۔ اور ہر ایک کو جو امن اور صلح کا طالب ہے یہ فرقہ بشارت دیتا ہے۔ نبیوں کی کتابوں میں پہلے سے اس مبارک فرقہ کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ظہور کے لئے بہت سے اشارات ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اسی مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلّی ان کے دلوں سے نکل جائے۔ اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا ان کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر۔ آمین۔ و آخرُ دَعونا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالمین ۔ مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۴/نومبر ۱۹۰۰ء"۔

(ضمیمہ تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ مطبوعہ لندن صفحہ ۵۲۶ تا ۵۲۸)

نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے

یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کرسکتے تو کم از کم دعا ہی کرو

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۵/فروری ۲۰۰۰ء

لندن (۲۵/فروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آج بھی گزشتہ خطبات کے تسلسل میں حقوق کے مضمون کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ حضور ایدہ اللہ نے مختلف احادیث نبویہ بیان کرتے ہوئے یتامیٰ کے حقوق کا ذکر فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا کا مال ہرا بھرا میٹھا ہے اور اس مسلمان کے لئے اچھا ساتھی ہے جو اس میں سے یتیم اور مسکین اور مسافر کو دیتا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرمؐ سے دریافت کیا کہ میرے پاس مال نہیں ہے مگر ایک یتیم کا کفیل ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے زیر کفالت یتیم کے مال سے صرف اسی قدر کھاؤ جو نہ اسراف ہو، نہ ہی فضول خرچی ہو اور نہ ہی اس کے مال سے اپنا ذاتی مال بڑھاؤ۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

حجّ بیت اللہ کی غرض و غایت

یہ ایام ماہ ذی الحجہ کے وہ بابرکت ایام ہیں جب ساری دنیا سے لاکھوں بندگان خدا بیت اللہ کے طواف اور دیگر مناسک حج کی ادائیگی کے لئے ارض حجاز میں جمع ہیں۔ حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے اور ہر اس شخص پر فرض ہے جو اس بیت اللہ تک آنے کی توفیق رکھتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک موقعہ پر اپنے خطاب میں فرمایا کہ "اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کیا کرو"۔

حج اسلامی عبادات میں ایک نہایت اہم عبادت ہے۔ اس میں محبت اور ایثار کا مضمون غالب ہے۔ حج کے تمام ظاہری مناسک دراصل خداتعالیٰ کی طرف سے بطور ایک نمونہ کے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مناسک حج کی فلاسفی کو نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ یوں بیان فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اگر خداتعالیٰ چاہتا تو نہ خانہ کعبہ بناتا اور نہ اس میں حجر اسود رکھتا۔ لیکن چونکہ اس کی عادت ہے کہ روحانی امور کے مقابل پر جسمانی امور بھی نمونہ کے طور پر پیدا کر دیتا ہے تا وہ روحانی امور پر دلالت کریں۔ اسی عادت کے موافق خانہ کعبہ کی بنیاد ڈالی گئی۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت دو قسم کی ہے۔ (۱) ایک تذلّل اور انکسار (۲) دوسری محبت اور ایثار۔ تذلّل اور انکسار کے لئے اس نماز کا حکم ہوا جو جسمانی رنگ میں انسان کے ہر ایک عضو کو خشوع اور خضوع کی حالت میں ڈالتی ہے یہاں تک کہ دِلی سجدہ کے مقام پر اس نماز میں جسم کا بھی سجدہ رکھ دیا گیا تا جسم اور روح دونوں اس عبادت میں شامل ہوں۔ اور واضح ہو کہ جسم کا سجدہ بیکار اور لغو نہیں۔ اول تو یہ امر مُسلّم ہے کہ خدا جیسا کہ روح کا پیدا کرنے والا ہے وہ جسم کا بھی پیدا کرنے والا ہے اور دونوں پر اس کا حق خالقیت ہے۔ ماسوا اس کے جسم اور روح ایک دوسرے کی تاثیر قبول کرتے ہیں۔ بعض وقت جسم کا سجدہ روح کے سجدہ کا محرّک ہو جاتا ہے۔ اور بعض وقت روح کا سجدہ جسم میں سجدہ کی حالت پیدا کر دیتا ہے کیونکہ جسم اور روح دونوں باہم مرایا متقابلہ کی طرح ہیں۔ مثلاً ایک شخص جب محض تکلّف سے اپنے جسم میں ہنسنے کی صورت بناتا ہے تو بسا اوقات وہ سچی ہنسی بھی آجاتی ہے کہ جو روح کے انبساط سے متعلق ہے۔ ایسا ہی جب ایک شخص تکلّف سے اپنے جسم میں یعنی آنکھوں میں ایک رونے کی صورت بناتا ہے تو بسا اوقات حقیقت میں رونا ہی آجاتا ہے جو روح کی درد اور رقّت سے متعلق ہے۔ پس جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ عبادت کی اس قسم میں جو تذلّل اور انکسار ہے جسمانی افعال کا روح پر اثر پڑتا ہے اور روحانی افعال کا جسم پر اثر پڑتا ہے۔ پس ایسا ہی عبادت کی دوسری قسم میں بھی جو محبت اور ایثار ہے انہیں تاثیرات کا جسم اور روح میں عوض معاوضہ ہے۔ محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اس کے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے۔

ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبان صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور یہ حجر اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے۔ اور ایسا حکم اس لئے دیا کہ تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے۔

سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گرد گھومتے ہیں ایسی صورتیں بنا کر کہ گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دور کر دیتے ہیں، سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گھر کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصور کر کے بوسہ دیتے ہیں اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے اور جسم اس گھر کے گرد طواف کرتا ہے اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے اور روح اس وقت محبوب حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے اور اس کے روحانی آستانہ کو چومتی ہے اور اس طریق میں کوئی شرک نہیں۔ ایک دوست ایک دوست جانی کا خط پا کر اس کو چومتا ہے۔ کوئی مسلمان خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا اور نہ حجر اسود سے مرادیں مانگتا ہے بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے و بس۔ جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں مگر وہ سجدہ زمین کے لئے نہیں ایسا ہی ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں مگر وہ بوسہ اس پتھر کے لئے نہیں۔ پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ مگر اس محبوب کے ہاتھ کا ہے جس نے اس کو اپنے آستانہ کا نمونہ ٹھیرایا"۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۹۹ تا ۱۰۱)

حج کے موقعہ پر قربانی کی حکمت اور غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:۔

"خداتعالیٰ نے شریعت اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں۔ چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خداتعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۗؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ" (الحج:۳۸) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے۔ یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ۔ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو۔ اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے"۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۹۹ حاشیہ)

قرآن مجید اور احادیث نبویہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا حج عنداللہ مقبول ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں اسے ایک نئی روحانی پیدائش نصیب ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کے گناہوں اور دنیاوی آلائشوں سے ایک معصوم نومولود بچے کی طرح پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔

حضرت نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا:۔

"اے لوگو! یہ کون سا دن ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ عرفہ کا قابل احترام دن ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مکّہ کا قابل احترام شہر ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ ذی الحجہ کا قابل احترام مہینہ ہے۔ اس سوال وجواب کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ سنو! تمہارے اموال اور تمہارے خون اور تمہاری آبروئیں اسی طرح قابل احترام اور مستحق حفاظت ہیں اور ان کی ہتک تمہارے لئے حرام ہے۔ جس طرح یہ دن یہ شہر اور یہ مہینہ تمہارے لئے قابل احترام اور لائق ادب ہے اور جس کی ہتک تم پر حرام ہے۔ حضورؐ نے اس بات کو کئی بار دوہرایا۔ پھر آپؐ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے میرے اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ حضورؐ نے هَلْ بَلَّغْتُ کے الفاظ بھی کئی بار دہرائے پھر آپؐ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ دیکھو جو یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو اس موقعہ پر موجود نہیں۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو اور خونریزی کا ارتکاب کرنے لگو"۔ (مسند احمد)

یقیناً حج بیت اللہ کی سعادت بہت عظیم ہے لیکن اگر اس کے ساتھ روح کی سچائی اور دل کا اخلاص شامل نہ ہو تو مناسک حج کی محض رسم کے طور پر ادائیگی انسان کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں مسلمان اس مقدس دن میں، اس مقدس مہینہ میں، اس مقدس مقام پر جمع ہوتے ہیں مگر ان میں سے کتنے ہیں جن کی زندگیوں میں واقعۃً حقیقی اور دائمی انقلاب رونما ہوتا ہے کہ ان کی بعد کی زندگیاں ان کے معصوم اور بے شر اور بے ضرر ہونے پر گواہ بنتی ہوں۔ اگر واقعۃً ایسا ہوتا تو آج مسلمان ممالک کا وہ بدحال نہ ہوتا جو اس وقت دکھائی دے رہا ہے۔ کتنے ہی مسلمان سیاست دان اور علماء اور خواص و عوام ہیں جو ہر سال حج بیت اللہ کے لئے وہاں جمع ہوتے ہیں لیکن جب وہ واپس آتے ہیں تو معمولی اختلافات پر اپنے متبعین کو اس بات پر اکساتے ہیں کہ وہ مخالفین کو قتل کر ڈالیں، ان کے اموال چھین لیں اور ان کی عزتوں کو برباد کریں۔ ان میں سے کتنے ہی ہیں جو بددیانتی اور بے ایمانی اور رشوت خوری اور دوسروں کے اموال کو ہتھیانے اور ان پر ناجائز قبضہ کرنے اور معصوموں پر ظلم ڈھانے اور جھوٹ اور افتراء پردازی اور بدزبانی و بیہودہ گوئی کے ذریعہ لوگوں کی جانوں، ان کے مالوں اور عزتوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ وہ اپنی گردنوں کو خدا کی رضا کی چھری کے نیچے رکھنے کی بجائے معصوموں کا خون بہاتے ہیں اور ناحق دوسروں کے اموال لوٹ کر اس سے اپنے پیٹوں کا جہنم بھرتے ہیں۔ افسوس کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اس کھلی تنبیہ سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا جو آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمائی تھی کہ "یاد رکھو میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو اور خونریزی کا ارتکاب کرنے لگو"۔

اے کاش! کہ مسلمانان عالم حج بیت اللہ کی اغراض اور مقاصد کو اور اس نداء کو جو اس گھر سے بلند ہوئی ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور ہر قسم کے فتنہ اور خونریزیوں و فساد سے بچتے ہوئے امن و آشتی اور صلحکاری اور تقویٰ و راستی پر قدم ماریں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

✡✡✡✡✡✡✡✡

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اسی طرح یہ بھی نہ ہو کہ اس کے مال سے اپنا مال بچاؤ۔ اسی طرح ارشاد نبویؐ ہے کہ جو شخص مسلمان والدین کے یتیم بچے کو اپنے کھانے پینے میں (باقاعدہ طور پر) شامل کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ امداد کا محتاج نہ رہے تو اس کے لئے جنت یقینی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جائے۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات بھی پیش فرمائے جن میں ہمدردی خلائق کی تاکید ہے۔ آپؑ کا ارشاد ہے کہ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اچھے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خداتعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کا شکوہ کرنا اور دلآزاری کرنا اور سخت زبانی کر کے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ ☆......☆......☆

"اہلِ پیغام" کے بعض وساوس کا ردّ

(عبدالمومن طاہر)

تیسری قسط

وسوسہ نمبر ۲

"اہل پیغام" کا دوسرا وسوسہ یہ ہے کہ خلفاء اور جماعت مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی تشریح بالکل آپ کی منشا کے خلاف کی ہے کیونکہ ان لوگوں نے در حقیقت آپؑ کو مستقل یعنی آزاد نبی تصور کر لیا ہے، دوسرے مسلمانوں کو کافر قرار دیا، اپنے آپ کو امت مسلمہ سے الگ سمجھ لیا۔ اس کے باوجود دھوکہ دیتے ہوئے یہی کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدسؑ کو کبھی نبی کریمؐ کی پیروی سے آزاد نبی قرار نہیں دیا، نہ ہی کسی مسلمان کو کافر کہا ہے سوائے اسکے جو ہماری تکفیر کر کے خود کافر بن جائے۔

اپنے اس الزام کی تائید میں "اہل پیغام" یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جماعت مبایعین نے دیگر مسلمانوں سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔ نہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں، نہ ان کا جنازہ ادا کرتے ہیں، نہ ان سے شادیاں کرتے ہیں۔

نیز لکھا ہے: "قادیانی حضرات" آپ سے اس بارہ میں کہیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نے تو دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نمازیں پڑھنے سے منع فرمایا تھا!

مگر امر واقع یہ ہے کہ آپ نے مخصوص حالات میں دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے یعنی صرف ایسے لوگوں کے پیچھے جو آپؑ کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن جو تکفیر نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز سے منع نہیں فرمایا۔

جواب

حق یہ ہے کہ خلفاء احمدیت یا جماعت مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو ہرگز ہرگز غلط رنگ میں پیش نہیں کیا، نہ بگاڑا ہے، نہ ہی آپ کو کبھی "آزاد نبی" قرار دیا ہے، نہ ہی دوسرے مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے، نہ ہی امت مسلمہ سے اپنے آپ کو الگ قرار دیا ہے، نہ آپؑ کی تعلیمات سے سر مو انحراف کیا بلکہ بعینہٖ ان پر عمل کیا ہے۔ یہ بات آئندہ سطور میں انشاءاللہ روز روشن کی طرح کھل جائے گی۔ جب ہم ان حقائق کو حسب ذیل عناوین اور ترتیب کے تحت پیش کریں گے۔ غیر احمدیوں سے شادی بیاہ، غیر احمدیوں کا جنازہ، مسئلہ تکفیر اور غیر احمدی کے پیچھے نماز۔

☆......☆......☆

غیر احمدیوں سے شادی بیاہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیر احمدیوں سے شادی بیاہ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

......(۱)......

"غیر احمدیوں کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی تو نکاح جائز ہے بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو لے بیشک لو، لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے"۔

(الحکم جلد ۱۲ پرچہ ۲۷ صفحہ ۱ تا ۳۔ تاریخ ۱۴/اپریل ۱۹۰۸ء ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۰)

یہاں آپؑ نے "بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پا جاتا ہے" فرما کر اپنے اس فتویٰ کی حکمت بھی بیان فرما دی ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت، مرد کے مقابلہ میں جلد اور زیادہ اثر قبول کرتی ہے جبکہ وہ مرد پر اپنا اثر کم ڈال سکتی ہے۔ پس اگر ایک احمدی مرد کسی غیر احمدی لڑکی سے شادی کرے گا تو وہ آہستہ آہستہ اس کی نیک سیرت سے متاثر ہو کر احمدی ہو جائے گی۔ لیکن اگر ایک احمدی بچی کسی غیر احمدی شخص سے بیاہی جائے گی تو اس بات کا غالب امکان ہے کہ وہ اس کے زیر اثر احمدیت سے ہاتھ دھو بیٹھے گی اور یا اس کی اولاد خاوند کے زیر اثر غیر احمدی ہو جائے گی۔

......(۲)......

اسی طرح آپؑ نے ایک اشتہار دربارہ رشتہ ناطہ دیا جس میں فرمایا:

"...... ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں، دولت میں، علم میں، فضیلت میں، خاندان میں، پرہیزگاری میں، خداترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے ہیں اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثناخواں اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے جدا نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔

سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے......"۔

(اشتہار ۷/جون ۱۸۹۸ء بعنوان "اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار"۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۰، ۵۱)

......(۳)......

"ایک شخص کی درخواست پیش ہوئی کہ میری ہمشیرہ کی منگنی مدت سے ایک غیر احمدی کے ساتھ ہو چکی ہے اب اس کو قائم رکھنا چاہئے یا نہیں؟

آپ نے فرمایا "ناجائز وعدہ کو توڑنا اور اصلاح کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ شہد نہ کھائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایسی قسم کو توڑ دیا جائے۔ علاوہ ازیں منگنی تو ہوتی ہی اس لئے ہے کہ اس عرصہ میں تمام حسن و قبح معلوم ہو جائیں۔ منگنی نکاح نہیں ہے کہ اس کو توڑنا گناہ ہو"۔ (البدر پرچہ ۷/جون ۱۹۰۷ء۔ ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۰۰، ۳۰۱)

......(۴)......

ایک مرتبہ ایک دوست نے بذریعہ خط حضور اقدسؑ سے عرض کی کہ میری غیر احمدی ہمشیرہ اپنے غیر احمدی بیٹے کے لئے میری بیٹی کا رشتہ مانگتی ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اس پر حضور اقدسؑ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو جواب لکھوایا۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے اس دوست کو لکھا کہ:

"برادرم مکرم! السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا۔ حضرت صاحب (مسیح موعودؑ) کی خدمت میں ایک مناسب موقع پر پیش ہوا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ امر بالکل ہمارے طریق کے برخلاف ہے کہ آپ اپنی لڑکی ایک ایسے شخص کو دیں جو کہ اس جماعت میں داخل نہیں۔ یہ گناہ ہے۔ فرمایا: ان کو لکھو یہی آپ کے واسطے امتحان کا وقت ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا چاہئے۔ صحابہؓ نے دین کی خاطر باپوں اور بیٹوں کو قتل کر دیا تھا۔ کیا تم دین کی خاطر اپنی بہن کو ناراض بھی نہیں کر سکتے؟

فرمایا: آپ کی بہن اور اس کا بیٹا بالغ عاقل ہیں۔ خدا کے نزدیک وہ مجرم ہیں کہ سلسلہ حقہ میں داخل نہیں ہوتے۔ ان کو سمجھاؤ اگر سمجھ جائیں تو بہتر ورنہ خدا کو کسی کی کیا پرواہ ہے۔ پس یہ قطعی حکم ہے کہ جو لڑکا احمدی نہ ہو اس کو لڑکی دینا گناہ ہے۔

والسلام۔ عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ۔

از قادیان ۱۹۰۷۔۴۔۱۷۔

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنام مولوی فضل الرحمن صاحب آپ قصبہ ہیلاں ضلع گجرات)

جماعت مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انہی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ

جہاں تک غیر احمدیوں کی نماز جنازہ کا تعلق ہے تو یاد رہے کہ جماعت مبایعین اس بارہ میں بھی سو فیصدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرتی ہے۔ اس ضمن میں آپ کے چند فتاوی پیش ہیں:

......(۱)......

ایک بار آپؑ نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک منافق کو کرتہ دیا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ممکن ہے اس نے غرغرہ کے وقت توبہ کر لی ہو۔ مومن کا کام ہے کہ حسن ظن رکھے۔ اسی لئے نماز جنازہ کا جواز رکھا ہے کہ ہر ایک کی پڑھ لی جائے۔ ہاں اگر سخت معاند ہو یا فساد کا اندیشہ ہو تو پھر نہ پڑھنی چاہئے۔ ہماری جماعت کے سر پر فرضیت نہیں ہے۔ بطور احسان کے ہماری جماعت دوسرے غیر از جماعت کا جنازہ پڑھ سکتی ہے"۔

(البدر جلد ۱ پرچہ ۳ صفحہ ۱۸، ۱۹۔ تاریخ ۱۴/نومبر ۱۹۰۲ء۔ ملفوظات جلد ۴ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۵۴)

......(۲)......

"ایک صاحب نے پوچھا کہ ہمارے گاؤں میں طاعون ہے اور اکثر مخالف مکذب مرتے ہیں، ان کا جنازہ پڑھا جاوے کہ نہ؟۔ فرمایا کہ:

"یہ فرض کفایہ ہے۔ اگر کنبہ میں سے ایک آدمی بھی چلا جاوے تو ہو جاتا ہے۔ مگر اب یہاں ایک تو طاعون زدہ ہے کہ جس کے پاس جانے سے خدا روکتا ہے۔ دوسرے وہ مخالف ہے۔ خواہ نخواہ تداخل جائز نہیں ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو بالکل چھوڑ دو اور اگر وہ چاہے گا تو ان کو خود دوست بنا دے گا یعنی مسلمان ہو جاویں گے۔ خدا تعالیٰ نے منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو چلایا ہے۔ مداہنہ سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا بلکہ اپنا حصہ ایمان کا بھی گنواؤ گے"۔

(البدر جلد ۲ پرچہ ۱۷ صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰۔ مورخہ ۱۵/مئی ۱۹۰۳ء ملفوظات جلد ۵ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۰۵)

......(۳)......

سوال ہوا کہ جو آدمی سلسلہ میں داخل نہیں اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا:

"اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا اور ہمیں برا کہتا اور سمجھتا تھا تو اس کا جنازہ نہ پڑھو اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا تو اس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم میں سے کوئی ہو۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں............"۔

فرمایا: "اگر کوئی ایسا آدمی جو تم میں سے نہیں اور اس کا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے غیر لوگ موجود ہوں اور وہ پسند نہ کرتے ہوں کہ تم میں سے کوئی جنازہ کا پیش امام بنے اور جھگڑے کا خطرہ ہو تو ایسے مقام کو ترک کرو اور اپنے کسی نیک کام میں مصروف ہو جاؤ"۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۱۱۔ صفحہ ۷ پرچہ ۳۰/اپریل ۱۹۰۲ء۔ ملفوظات جلد ۳ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷)

......(۴)......

ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"اگر متوفیٰ بالجہر مکفر اور مکذب نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں کیونکہ علام الغیوب خدا کی پاک ذات ہے"۔

فرمایا: "جو لوگ ہمارے مکفر ہیں اور ہم کو صریحاً گالیاں دیتے ہیں ان سے السلام علیکم مت لو اور نہ ان سے مل کر کھانا کھاؤ۔ ہاں خرید و فروخت جائز ہے اس میں کسی کا احسان نہیں"۔

"جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ اِدھر کا ہوں اور نہ اُدھر کا ہوں اصل میں وہ بھی ہمارا مکذب ہے۔ اور جو ہمارا مُصدِّق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔ ایسے لوگ اصل میں منافق طبع ہوتے ہیں۔ ان کا یہ اصول ہوتا ہے کہ با مسلماں اللہ اللہ با ہندو رام رام۔

ان لوگوں کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔ بظاہر کہتے ہیں کہ ہم کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتے مگر یاد رکھو کہ جو شخص ایک طرف کا ہوگا اس سے کسی نہ کسی کا دل ضرور دکھے گا"۔

(البدر جلد ۲ پرچہ ۱۴ صفحہ ۱۰۵۔ مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء۔ ملفوظات جلد ۵ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۹۴)

......(۵)......

اسی طرح اخبار الحکم میں مذکور ہے:

"مرزا امام الدین جو اپنے آپ کو ہدایت کنندہ قوم لال بیگیاں مشہور کرتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت ترین دشمنوں میں سے تھا ۶/جولائی کو فوت ہو گیا۔ چنانچہ اس کے جنازہ پر رسمی طور پر ہمارے معزز و مکرم دوست سید محمد علی شاہ صاحب بھی چلے گئے اور جنازہ پڑھ لینے کے پیچھے آپ کو اپنے اس عمل پر تاسف ہوا اور آپ نے ذیل کا توبہ نامہ شائع کیا جو ہم ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے درج کرتے ہیں کہ:

"میں بذریعہ توبہ نامہ ہذا اس امر کو شائع کرتا ہوں کہ میں نے سخت غلطی کی ہے اور وہ یہ کہ میں نے غلطی سے مرزا امام الدین کا جو ۶/جولائی کو فوت ہوا ہے اور جس نے اپنی کتابوں میں ارتداد کیا ہے جنازہ پڑھا۔ پس میں بذریعہ اشتہار ہذا یہ توبہ نامہ شائع کرتا ہوں اور ظاہر کرتا ہوں کہ میں امام الدین اور ان لوگوں سے بیزار ہوں جو اس کے جنازہ میں شامل ہوئے اور بالآخر دعائے جنازہ واپس لیتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہ کو واپس لیتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں۔ خاکسار۔ محمد علی شاہ......

اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

"کوئی شخص کسی بات پر ناز نہ کرے۔ فطرت انسان سے الگ نہیں ہوا کرتی۔ جس فطرت پر انسان اول قدم مارتا ہے پھر وہ اس سے الگ نہیں ہوتا۔ یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ حسن خاتمہ کے لئے ہر ایک کو دعا کرنی چاہئے۔

عمر کا اعتبار نہیں۔ ہر شئے پر اپنے دین کو مقدم رکھو۔ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ پہلے تو خیالی طور پر اندازہ عمر کا لگایا جاتا تھا مگر اب تو یہ بھی مشکل ہے۔ دانشمند کو چاہئے کہ ضرور موت کا انتظام کرے۔ میں اتنی دیر سے اپنی برادری سے الگ ہوں۔ میرا کسی نے کیا بگاڑ دیا۔ خدا تعالیٰ کے مقابل پر کسی کو معبود نہیں بنانا چاہئے۔

ایک غیر مومن کی بیمار پرسی اور ماتم پرسی تو حسن اخلاق کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کے واسطے کسی شعائر اسلام کو بجا لانا گناہ ہے۔ مومن کا حق کافر کو دینا نہیں چاہئے اور نہ منافقانہ ڈھنگ اختیار کرنا چاہئے۔ (الحکم جلد ۷ پرچہ ۲۶ صفحہ ۱۱،۱۰ تاریخ ۱۷/جولائی ۱۹۰۳ء ملفوظات جلد ۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۴۴،۴۲)

بغیر کسی کارڈ کے استعمال سے جرمنی میں رہنے والوں کے لئے سستی ٹیلیفون کی سہولت
پاکستان: 55 فینی/30 سیکنڈ
آپ کے اپنے گھر کے فون سے۔
ہمارے پاس ٹیلی فون کارڈز بھی موجود ہیں۔
کمیشن پر دس عدد سے زیادہ منگوا سکتے ہیں
Tel: 06233 480056 Fax: 06233 480057
Mobile: 0171 9073453

جماعت مبایعین حضرت اقدس علیہ السلام کی انہی وصایا اور فتاویٰ پر اہل دنیا کی طعن و تشنیع سے بے پرواہ ہو کر پوری طرح بدل و جان عمل کر رہی ہے۔ چنانچہ عام طور پر ہم غیر احمدیوں کے جنازے پڑھنے سے احتراز کرتے ہیں لیکن استثنائی حالات میں ان کا جنازہ پڑھ بھی لیتے ہیں بشرطیکہ امام احمدی ہو۔ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے عہد خلافت میں ایک یورپین ملک میں ایک غیر احمدی فوت ہو گیا۔ اس کے ورثاء وہاں نہ تھے اور نہ ہی کوئی اور مسلمان کہ اس کا جنازہ پڑھ سکے۔ احمدی احباب کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے یہ صورتحال حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کی تو آپؒ نے فرمایا کہ اس کا جنازہ آپ لوگ پڑھیں کیونکہ کوئی مسلمان بغیر نماز جنازہ کے دفن نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ احمدی احباب نے اس غیر احمدی کی نماز جنازہ پڑھی۔

☆......☆......☆

مسئلہ تکفیر

جہاں تک مسئلہ تکفیر کا تعلق ہے تو اس ضمن میں "اہل پیغام" کے سامنے ہم حضرت اقدسؑ کا درج ذیل اقتباس پیش کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور ان سے التماس کرتے ہیں کہ اسے ذرا غور سے پڑھیں کہ آپ لوگوں نے اسے بھلا دیا ہے:

حضور علیہ السلام معترضین کے مطاعن کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

سوال: "حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب: یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ .... علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری امت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا۔ .... پھر جب کہ دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھہرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہی کے فتوے سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے تو اب اس بات کا سہل علاج ہے کہ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو ان کو چاہئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذّب نہ ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ"۔ (النساء ۱۴۶) یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ 'مَا زَنَا زَانٍ وَ هُوَ مُوْمِنٌ وَ مَا سَرَقَ سَارِقٌ وَ هُوَ مُوْمِنٌ' یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے تو اپنے مولویوں کا فتویٰ مجھے دکھلا دیں میں قبول کر لوں گا۔ اور اگر کافر ہو جاتا ہے تو دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں۔ بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت ان میں نہ پائی جائے"۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۶۷ تا ۱۶۹)

☆......☆......☆

نماز باجماعت

جماعت مبایعین کا غیر احمدیوں کے پیچھے خواہ وہ مکفّر و مکذّب ہوں یا نہ ہوں نماز نہ پڑھنا بھی خالصۃً حضور اقدسؑ کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ انٹرنیٹ پر "اہلِ لاہور" کا یہ کہنا کہ حضورؑ نے صرف تکفیر کرنے والوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ ایک باطل دعویٰ ہے۔ اس کی قطعاً کوئی بنیاد نہیں۔ حضورؑ کے ارشادات اس ضمن میں ملاحظہ ہوں۔

امام الصلوٰۃ کے بارہ میں عام ارشاد

نماز باجماعت میں امام جو کردار ادا کرتا ہے اس کی نزاکت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"پرہیزگار کے پیچھے نماز پڑھنے سے آدمی بخشا جاتا ہے۔ نماز تو تمام برکتوں کی کنجی ہے۔ نماز میں دعا قبول ہوتی ہے۔ امام بطور وکیل کے ہوتا ہے۔ اس کا اپنا دل سیاہ ہو تو پھر وہ دوسروں کو کیا برکت دے گا"۔ (الحکم جلد ۵ پرچہ ۲۸ صفحہ ۳،۲۔ تاریخ ۳۱/جولائی ۱۹۰۱ء۔ ملفوظات جلد ۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۱۸)

"نماز دعا اور اخلاص کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ مومن کے ساتھ کینہ جمع نہیں ہوتا۔ متقی کے سوا دوسرے کے پیچھے نماز کو خراب نہیں کرنا چاہئے"۔ (الحکم جلد ۵ پرچہ ۱۰ صفحہ ۹۔ تاریخ ۱۷/مارچ ۱۹۰۱ء۔ ملفوظات جلد ۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۲۵)

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز

عام غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارہ میں حضور کے بعض ارشادات ملاحظہ ہوں۔

"ایک شخص نے بعد نماز مغرب بیعت کی اور عرض کیا کہ الحکم میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ غیر از جماعت کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ فرمایا "ٹھیک ہے۔ اگر مسجد غیروں کی ہے تو گھر میں اکیلے پڑھ لو۔ کوئی حرج نہیں۔ اور تھوڑی سی صبر کی بات ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مسجدیں برباد کر کے ہمارے حوالہ کر دے گا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی کچھ عرصہ صبر کرنا پڑا تھا۔ (البدر جلد ۱ پرچہ ۶،۵۔ صفحہ ۳۷۔ تاریخ ۲۸/نومبر و ۵/دسمبر ۱۹۰۲ء۔ ملفوظات جلد ۴ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۴۱،۲۴۰)

☆...... "کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپؑ کے مرید نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپؑ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا: "جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے رڈ کر دیا ہے اور اس قدر نشانوں کی پرواہ نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپرواہ پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے 'اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ'۔ خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں"۔ (الحکم جلد ۵ پرچہ ۱۰ صفحہ ۸۔ تاریخ ۱۷/مارچ ۱۹۰۱ء۔ ملفوظات جلد ۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۱۵)

☆......ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چاردن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں رَلے مِلے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے"۔ (الحکم جلد ۵ پرچہ ۲۹۔ صفحہ ۳،۲۔ تاریخ ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء ملفوظات جلد ۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۲۱)

اے خدا کے پاک مسیح موعودؑ تو نے کیا ہی سچ اور حق فرمایا۔ تیری دی ہوئی بشارت کے عین مطابق وہ جماعت جو تیری ان تعلیمات پر عمل پیرا رہی خدا نے اس میں برکت پر برکت ڈالی۔ ان کی بار بار نصرت کی اور انہیں فتح عظیم کے بعد فتح عظیم عطا کی۔ مگر وہ گروہ جس نے تیری ان وصایا کو پس پشت ڈال دیا اور مداہنت سے غیروں میں گھسنے پر زور دیا ان سے برکت چھین لی گئی اور ناکامی و نامرادی ان کا مقدر بن گئی۔

مخالف و معارض کے پیچھے نماز

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"مخالف کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی۔

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خاوند اپنے اہل وعیال پر نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھی جانے والی ہے

ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہونگے

(احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے میاں بیوی کے حقوق وفرائض سے متعلق تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۲۸ر جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۸ر صلح ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِى عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

(سورة البقرہ آیت ۲۲۹)

ترجمہ اس کا یہ ہے: اور ان عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا حق ہے جتنا مردوں کا اُن پر ہے حالانکہ مردوں کو اُن پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے اور اللہ کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

یہ جو حقوق کا مضمون بیان ہو رہا ہے مردوں اور عورتوں کا آپس میں اس کے لئے حدیثوں میں ایسی حدیثیں نہیں مل سکیں جس میں معاملہ ملاجلا نہ ہو۔ تو بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جہاں مردوں کے فرائض ہیں اور عورتوں کے بھی فرائض ہیں تو یہ ایک ہی سلسلے کی کڑی ہے اس لئے جہاں بھی امتزاج ہو دونوں باتوں کا اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا مگر خاص طور پر آج کے خطبے کا موضوع، عورتوں کے مردوں پر جو حقوق ہیں اس کا بیان ہے تو جیسا کہ میں نے کوشش کی تھی ان کو الگ الگ کر سکوں، بہت حد تک کر سکا ہوں، لیکن دونوں معاملات آپس میں مل جل سے گئے ہیں اور بعض دفعہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ کس کے حقوق بیان ہو رہے ہیں اور کس کے فرائض۔

احادیث کے بیان میں سب سے پہلے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے۔ چنانچہ امام بھی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے اور خاوند اپنے اہل وعیال پر نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھی جانے والی ہے۔(بخاری کتاب الوصایا) یعنی وہ بچے جو گھر میں پرورش پاتے ہیں اور دوسرے حقوق جو ہیں وہ ان کی نگران ہے اور اس بارے میں وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگی۔

دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ یہ حدیث بھی صحیح بخاری سے لی گئی ہے۔ پہلی حدیث بھی بخاری سے لی گئی تھی۔ صحیح بخاری کی اس حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں۔ آپؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خدا کی رضا چاہتے ہوئے جو خرچ کرو گے اس پر تمہیں ضرور اجر ملے گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔(بخاری کتاب الایمان) ۔ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی محبت کو خدا کی محبت میں ملا دیا تھا اور گویا آپ کا ہر عمل عبادت بن گیا تھا تو بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا تو ایک محبت کا اظہار ہے اگر اسے خدا کی محبت میں گوندھ دیا جائے تو یہی چیز پیار کا اظہار بن جائے گی اور عبادت بھی ہو جائے گی۔

مسلم کتاب الزکوٰۃ میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک دینار تُو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار تُو گردن آزاد کروانے پر خرچ کرے، اور ایک دینار تُو کسی مسکین پر خرچ کرے اور ایک دینار تُو اپنے اہل پر خرچ کرے تو ان میں سے سب سے زیادہ اجر اس دینار کا ہوگا جو تُو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہوگا۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بہت سے لوگ باہر بظاہر نیکیوں پر خرچ کر رہے ہوتے ہیں اور بیوی کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے تو خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ بیوی کا بھی ویسا ہی حق ہے اور جو بیوی کے اوپر خرچ کرتا ہے یعنی اہل وعیال اور بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ دراصل باہر والوں کی نظر سے ہٹ کر خرچ کرتا ہے اور خدا کی نظر میں خرچ کر رہا ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ وہ دینار جو اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ باہر کے اخراجات سے بہتر ہے۔

پھر بخاری کتاب النکاح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزے نہ رکھے اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر آنے دے۔(بخاری کتاب النکاح باب لا تأذن المرأة فی بیت زوجها الّا باذنه) ۔ یہ بہت ہی ضروری ہے۔ خاوند تو باہر کام پر ہوتا ہے اس کو کیا پتہ کہ گھر میں کون آیا ہے اور کون نہیں۔ تو عورت کا فرض ہے کہ اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر جو ناپسندیدہ اشخاص ہیں خاوند کے نزدیک ان کو گھروں میں نہ آنے دے اور وہی اس کے نزدیک بھی ناپسندیدہ ہونے چاہئیں۔ بلکہ یہاں تک فرمایا خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو فرضی روزے رکھنے پڑتے ہیں اس میں تو خدا کی رضا غالب ہے اور خاوند کو حق نہیں کہ فرضی روزوں میں دخل اندازی کرے۔

ابن ماجہ میں حضرت امِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔
(سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب حق الزوج على المرأة)۔

ترمذی کتاب النکاح سے یہ روایت قیس بن طَلْق کی لی گئی ہے جو اپنے والد طَلْق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لئے بلائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کے پاس چلی آئے خواہ وہ تنور پر کھڑی ہو۔(سنن ترمذی كتاب النكاح ۔ با ب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة)۔ تنور پر کھڑی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خواہ روٹی جل رہی ہو اور یہ نہ کہے کہ میں انتظار کر رہی ہوں روٹیاں پکا رہی ہوں مگر اگر خاوند کو ضرورت ہے تو اس کا پہلا حق ہے اس کی آواز پر لبیک کہے۔

مسند احمد میں یہ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت پنجوقتہ نماز پڑھتی ہے اور رمضان کے روزے رکھتی ہے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ جنت کے جس دروازے سے تو چاہے داخل ہو جا۔(مسند احمد ۔ مسند العشرة المبشرة بالجنة)۔ اب یہ جنت کے دروازوں کے متعلق بھی بار بار وضاحت کی گئی ہے کوئی ایسا گیٹ (Gate) نہیں لگا ہوا وہاں یا کئی گیٹ نہیں لگے ہوئے کہ جہاں سے مرضی داخل ہو جاؤ۔ مراد یہ ہے کہ اپنی پسند سے خدا تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو جاؤ اور تیرا حق ہے کہ ہر دروازے سے داخل ہو یعنی رضا کے لحاظ سے بھی تو نے جو بھی فرائض تھے سب پورے کر دئے اس لئے اب تیری اپنی پسند ہے کہ جس دروازے سے چاہے مگر یاد رکھیں دروازہ کوئی ایسا نہیں جو ظاہری دروازہ جنت میں نصب ہو یہ صرف ایک محاورہ ہے یہ بتانے کے لئے کہ عورت کو یہ نیکیاں اختیار کرنے میں خدا تعالیٰ یہ جزا دے گا کہ جس طرح چاہے جنت میں داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔

ایک حدیث میں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت طلب کیا کریں تو انہیں اجازت دے دیا کرو(صحیح بخاری کتاب الاذان)۔یہ معاشرے کا بھی ایک معاملہ ہے۔ بعض معاشرے گندے ہوتے ہیں جہاں رات کو خود عورتوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ یا تو مرد ساتھ جائے یا ان کو اکیلے نہ جانے دیا جائے۔ تو یہ حسب حالات فیصلہ ہوگا۔ جن معاشروں میں رات کو عورت کا نکلنا، آج کل پاکستان میں عورت کا اکیلی رات کو نکلنا بہت ہی خطرناک ہے تو ایسی صورت میں ان کی حفاظت کی خاطر ان کو اس بات کی اجازت نہ دینا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوگی کیونکہ آپ ایک پرامن معاشرے کی بات کر رہے ہیں۔ وہاں اگر عورت کا دل چاہتا ہے رات کو مسجد میں جا کے نماز پڑھے تو اس کو اس کی اجازت دے دینی چاہئے۔

مسلم کتاب النکاح میں حضرت عبدالرحمٰن بن سعد سے مروی ہے کہ مَیں نے ابو سعید خدریؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز خدا کے حضور سب سے بدترین وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے علیحدگی میں ملتا ہے اور وہ اُس سے ملتی ہے، پھر بعد میں وہ اُس کے راز پھیلاتا ہے۔(صحیح مسلم۔ کتاب النکاح) ۔یہ گندی اور بدبخت عادت بھی بعض مردوں میں ہوتی ہے ۔وہ اپنی بیوی سے متعلق کہ کیسے ملی اور کیسی تھی باہر اپنے دوستوں کی مجلس میں ذکر کرتے ہیں جو نہایت ہی نامناسب اور بیہودہ حرکت ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے بدن کے کپڑے ہیں جن کو ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔

سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف زیادہ میلان رکھے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا نصف دھڑ ٹیڑھا ہوگا۔(سنن نسائی ابواب عِشرۃ النساء)۔ اب جو نصف دھڑ ٹیڑھا ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا جھکاؤ ناانصافی کی طرف رہا ہے اور اس پہلو سے اس کا وجود جو ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک غلط طرف جھکا ہوا نظر آئے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آتا ہے کہ آپ اللہ کی طرف ہی جھکے رہتے تھے۔ اگر کوئی لغزش ہو بھی تو خدا کی طرف گرتے تھے تو ایسا مرد بڑا بدنصیب ہے جو لغزش کے وقت غیر اللہ کی طرف گرتا ہے اور ناانصافی کی طرف گرتا ہے تو جسم ٹیڑھا ہونے سے مراد یہی ہے کہ وہ ایک غیر متوازن حیثیت سے خدا کے حضور پیش ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان عدل کے ساتھ تقسیم فرماتے تھے۔ یہ وہی مضمون ہے جو اس سے پہلے گزرا یعنی عدل کے ساتھ تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ پھر کہتے تھے اے میرے اللہ! جس کی طاقت میں رکھتا ہوں وہ مَیں نے کر دیا ہے پس تُو مجھے اس بارہ میں ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے کہ مَیں اُس میں بے اختیار ہوں۔(سنن نسائی ابوب عِشرۃالنساء)۔ تو بیویوں سے انصاف کا سلوک مردوں کا فرض ہے مگر اگر محبت کسی سے زیادہ ہے تو اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ بے اختیاری کا معاملہ ہے۔ تو آنحضرت ﷺ اپنے دل کی اتنی حفاظت فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اس طرح ڈرتے تھے کہ دل کے معاملات وہ جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں اس لئے اگر کسی بیوی کی طرف دلی میلان زیادہ ہو اور ظاہری طور پر انصاف کر رہا ہو تو اللہ اس دلی میلان کو معاف فرما دے۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرنا چاہتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کے نام کا قرعہ نکلتا اُسے ساتھ لے جاتے۔ اسی طرح آپ ہر ایک بیوی کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرماتے تاہم حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہبہ کر دی تھی۔ (سنن ابو داؤد۔ کتاب النکاح)۔

صحیح بخاری کتاب الاذان میں یہ درج ہے۔ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضور ﷺ گھر پر کیا کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا کہ وہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

اہل خانہ کی خدمت سے مراد یہ ہے کہ گھریلو کاموں میں عورتوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے اور الگ الگ نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ اور جہاں تک اپنے کاموں کا تعلق ہے کوشش کیا کرتے تھے کہ خود ہی کر لیں۔ چنانچہ اپنے پیوند بھی خود لگایا کرتے تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جو ذاتی نمونہ ہے وہ دونوں کے لئے برابر نمونہ ہے۔ مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی۔ اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تھا تو پھر نماز کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے آگ دکھائی گئی ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کیا وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ احسان فراموشی کی مرتکب ہوتی ہیں اگر تو ان میں سے کسی سے ساری عمر احسان کرے اور پھر وہ تیری طرف سے کوئی بات خلاف طبیعت دیکھے تو کہتی ہے میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔(بخاری کتاب الایمان باب کفران العشیر)

اب یہ ایک ایسی حدیث ہے جس سے میرا دل ہمیشہ دہل جاتا ہے کہ عورتوں کے پاؤں کے نیچے جنت بھی ہے اور عورتیں بہت تکلیفیں اٹھاتیں، اولاد کو اپنے پیٹ میں پالتیں اور ہر لحاظ سے ان کے حقوق ہیں یہاں تک کہ ان کے متعلق یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ان کے پاؤں تلے جنت ہے بچوں کے لئے۔ اس کے باوجود جہنم میں جو ان کی کثرت کا ذکر ہے اس سے میرا دل دہل جاتا ہے اور چھوٹی سی بات کی اگر فکر کریں تو پھر اس بات کو وہ محسوس کر لیں کہ معمولی سی نیکی کرنے سے ان کو خدا تعالیٰ عذاب سے بچا لے گا۔ یہ عموماً کہتی ہیں۔ پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ عورتوں کی کیا عادت ہے کہ جب ناراض ہوں کوئی لڑائی ہو تو خاوند بیچارے نے ساری عمر بھی خدمت کی ہو وہ کہتی ہیں ہم نے تو تجھ سے کوئی سکون نہیں پایا ہمیشہ تو نے برائی ہی کی ہے ہماری۔ اور ساری عمر کے احسانات وہ ایک طرف پھینک دیتی ہیں۔ یہ وہ عادت ہے جس سے توبہ آسان ہے۔ استغفار کریں، غصہ آئے تو خاموش ہو جایا کریں اور کچھ دیر کے بعد سمجھ آ جائے گی کہ خاوند نے بہت احسانات کئے ہوئے ہیں اور اتنی سی بات سے اگر جہنم کی آگ سے بچ سکتی ہیں تو ایسی نیکی نہیں جو اختیار نہ کی جا سکتی ہو، بہت بھاری اور بڑی نیکی نہیں، بہت معمولی بات ہے۔

آخر پر ایک حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا "اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ" یعنی آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔(سنن ابوداؤد کتاب الطلاق)

پس طلاق کا جہاں حق ہو یا ضرورت ہو وہاں مجبوری ہے اور دینی چاہئے یہاں تک کہ اگر باپ دیکھے کہ بیوی میں کوئی ایسا نقص ہے جو آگے دین کے لحاظ سے اولاد پر اثر ڈالے گا تو اس کے کہنے پر طلاق دینے کا بھی حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایت ہے کہ آپ ایک دفعہ گھر آئے تو حضرت اسماعیل کی جو بیوی تھیں اس وقت ان کے اندر آپ نے کچھ ایسی بات دیکھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تربیت میں بچے ٹھیک نہیں پلیں گے تو آپ نے اس کو ایک ایسا پیغام دیا جو حضرت اسماعیلؑ سمجھ گئے، وہ نہ سمجھ سکی اور وہ یہ تھا کہ اسماعیل اپنے گھر کی چوکھٹ بدل لو۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ چوکھٹ بدل لی یعنی دوسری بیوی کر لی اور اس بیوی کو طلاق دے دی۔ تو اگر نیکی اور تقویٰ کی خاطر، اولاد کی تربیت کی خاطر بات کہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ باپ کی یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے۔ مگر اگر ویسے کوئی چڑ ہو باپ کو اپنی بہو سے یا ویسے کوئی دنیاوی معاملات ہوں تو اس میں مرد کا اسی طرح حق ہے جس طرح عورت کا حق ہے اور جب ایک ماں باپ نے بیٹی کو رخصت کیا ہے خاوند کے پاس تو بڑی امیدوں کے ساتھ وابستہ بھیجا ہوتا ہے اس صورت میں طلاق میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ نامناسب بات ہے اور طلاق کے متعلق قرآن کریم میں اور احادیث میں بہت سی شرائط ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں: "مرد گھر کا کشتی بان ہوتا ہے، اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لیے کہا اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ اُس کی رستگاری کے ساتھ اُس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے"۔(البدر، جلد ۳ نمبر۲۷، بتاریخ ۱۶/ جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)۔ یہاں قَوَّامُوْن کا غلط مطلب بعض مرد سمجھتے ہیں۔ قوّام کا مطلب غالب اور تشدد کرنے والا نہیں ہے۔ قوّام سے مطلب ہے سیدھا رکھنے والا، اپنی بیوی کو سیدھا رکھنا اور اس کی تربیت کرنا یہ مرد کا فرض ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اپنے فرائض سے غفلت کرنے والا بنے گا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اس کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل کی رستگاری ہے"۔ اگر وہ بد باتوں سے آزاد رہنا چاہتا ہے، غلط باتوں سے آزاد رہنا چاہتا ہے تو خود صاف بنے تو بیوی بھی صاف ہی بنے گی۔

اسی بات کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "مرد چونکہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کا مصداق ہے اس لئے اگر وہ لعنت لیتا ہے تو وہ لعنت بیوی بچوں کو بھی دیتا ہے۔ اور اگر برکت پاتا ہے تو ہمسایوں اور شہر والوں تک کو بھی دیتا ہے"۔(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۹ ،بتاریخ ۲۴/مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

بات جماوے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر چشم پوشی نہیں کر سکتا"۔ (ملفوظات جلد اول ، جدید ایڈیشن، صفحہ ۴۴۰)

اب یہ ایک ایسا حکم ہے جس کو عموماً نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ عورتوں پر ایسا رعب رکھتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آزادی کا ان کا حق یہ ہے کہ ان کو دین کے معاملات میں کھلی چھٹی دے دی جائے اور بہت سے افسروں میں یہ عادت ہے کہ اپنی بیویوں کو بے پردہ مجالس میں لے کے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہم نے بیوی پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس کو کھلی رخصت دے دی ہے۔ یہ ناجائز حرکت ہے اور بیوی پر خوب کھول دینا چاہئے کہ دین کے معاملہ میں میں ہرگز نرمی نہیں کروں گا لیکن دنیاوی معاملات میں ہر آسودگی دوں گا، ہر آسائش مہیا کروں گا اس لئے یہ نہ سمجھنا کہ میں دنیاوی لحاظ سے چشم پوشی نہیں کر سکتا وہ میں کرتا رہوں گا مگر دین کے معاملے میں سمجھ لو کہ دین کی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت میں تمہیں نہیں دے سکتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مکتوب میں جو میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ کے نام ایک خط تھا اس کا ایک اقتباس ہے "عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر بلا سے بچاوے گا اور ان کی اولاد عمر والی ہو گی اور نیک بخت ہوگی"۔ (مکتوبات احمد جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۲۰۷)

پھر ملفوظات میں درج ہے: "اگرچہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا مگر تاہم آپ کی بیویاں سب کام کر لیا کرتی تھیں۔ جھاڑو بھی دے لیا کرتی تھیں اور ساتھ ہی اس کے عبادت بھی کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک بیوی نے اپنی حفاظت کے واسطے ایک رسّہ لٹکا رکھا تھا کہ عبادت میں اونگھ نہ آجائے۔ عورتوں کے لئے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوندوں کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجالانا ہے"۔ (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۵۳)

پھر فرماتے ہیں "عورتوں میں ایک خراب عادت یہ بھی ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ برا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک لعنتی ہیں"۔

اب یہ جو "لعنتی" فرمایا ہے بہت سخت لفظ ہے مگر حقیقت میں اگر کسی گھر کا حال کسی کو معلوم ہو اور بہت سے لوگوں کو بعض دفعہ ہمسایوں اور دوسروں کے گھروں کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں تو بعض عورتیں جسے پنجابی میں "کپتی" کہتے ہیں فطرتاً کپتی ہوتی ہیں اور نافرمانی کرنا بات بات پر، بات بات پر بگڑنا اور گالیاں شروع کر دینا یہ ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ بعض مردوں کے متعلق میں جانتا ہوں کہ اسی قسم کی عورتوں کے تابع انہوں نے ساری عمر بہت ہی گندی حالت میں بسر کی لیکن اپنی مردانگی کے حقوق ادا نہ کر سکے۔ اگر وہ شروع سے ہی عورت کو سمجھا دیتے تو کبھی ہو نہیں سکتا تھا کہ عورت اس قسم کی حرکت کرتی۔ اس کا نام لینا مناسب نہیں وہ بھی فوت ہو گئے، ان کی بیوی بھی فوت ہو گئیں اللہ انہیں جنت بخشے اور معاف فرمائے لیکن عورت کے ساتھ شروع ہی سے یہ بات خوب کھول دینی چاہئے کہ جو اصولی باتیں ہیں ان کو میں قربان نہیں کروں گا۔ کمزوریاں ہیں بہت سی تمہارے اندر، ہوں گی ان میں میں صبر سے کام لوں گا لیکن یہ شروع ہی سمجھانے کا وقت ہوا کرتا ہے۔

ایک امریکن کہانی میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں مگر وہ ایسی ہے کہ اس موقع پر پھر یاد آجاتی ہے۔ ایک مرد کی بیوی بڑی سخت مزاج تھی اور بہت ہی اس کو دبا کر رکھا ہوا تھا۔ ایک دوسرا شخص تھا اس کی بیوی بہت ہی مطیع اور فرمانبردار تھی اور ہر بات میں فوراً کہا مانتی تھی۔ تو اس کے دوست نے اس سے پوچھا کہ مجھے بھی یہ راز بتاؤ آخر تمہاری بیوی کیوں اتنی فرمانبردار ہے، میری کیوں اتنی سختی کرتی ہے۔ اس نے کہا وقت گزر گیا اب نہیں کچھ ہو سکتا۔ جو پہلے دن ہونا تھا ہو گیا۔ اس نے کہا پھر بھی بتاؤ تو سہی۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں رواج تھا کہ بیوی کو گھوڑے پر بٹھا کر یا گھوڑی پر بٹھا کر اپنے پیچھے بٹھا کر لے جایا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے جان بوجھ کر وہ گھوڑی چنی جو ٹھوکر کھاتی تھی۔ اس کو کہتے ہیں ناخن لینا، تو وہ ناخن لیتی تھی۔ تو ایک دفعہ اس نے ناخن لیا تو میں نے کہا "That is once" ایک دفعہ ہو گیا بس۔ اب وہ عادت تھی بیچاری کی تو اس نے دوبارہ ناخن لیا۔ اس نے کہا "That is twice" اور جب تیسری دفعہ ناخن لیا تو بیوی کو میں نے کہا اترو۔ ہم دونوں اترے میں نے گھوڑی کو باندھا ایک جگہ اور شوٹ (Shoot) کر دیا۔ اس پر بیوی آگ بگولا ہو گئی، اتنی گالیاں مجھے دیں۔ اس نے کہا بھی مجھے واپس لے جاؤ میں تو تمہارے ساتھ بس سکتی ہی نہیں، اتنے ظالم سفاک آدمی ہو۔ جب وہ بات ختم کر چکی تو میں نے کہا "That is once" ایک دفعہ ہو گیا بس۔ پھر اس کے بعد آج تک "That is twice" نہیں ہوا۔ تو تم نے اگر یہ کام سیکھنا تھا تو پہلے دن سیکھنا تھا اب نہیں ہو سکتا۔ تو ایسی عورتوں کا علاج بھی "That is once" ہی ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں: "وہ لعنتی ہیں"۔ یہ اس لحاظ سے لعنتی لفظ بہت سخت ہے مگر بالکل صحیح چسپاں ہوتا ہے۔ "ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم نہ بجا لائے اور پس پشت اس کے لئے اس کی خیر خواہ نہ ہو"۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۸،۴۷) یہ پس پشت کی جو خیر خواہی ہے یہ بہت ہی اہم ہے اور اس کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں بہت اولادیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ مجھے ایک دفعہ اس بات کا شوق پیدا ہوا پتہ کریں کہ بڑے بڑے مخلص لوگوں کی اولادیں جو پھر گئیں یا مرتد ہو گئیں یعنی ضائع ہو گئیں کیا وجہ تھی۔ تو پشاور، صوبہ سرحد میں بھی میں نے تحقیق کی، بنگال جا کے بھی تحقیق کی تو ہر صورت میں یہ پتہ چلا کہ خاوند جب باہر ہوتا تھا تو بیوی اپنے بچوں کے کان بھرتی تھی اور خاوند کے خلاف کرتی رہتی تھی۔

تو غیر حاضری میں خاوند کے حقوق ادا کرنا بہت ہی ضروری ہے اور اگر غیر حاضری میں اس کے خلاف بچوں کے کان میں بری باتیں پھونکی جائیں گی تو وہ بچے باپ کے تو بہرحال نہیں بنیں گے مگر اکثر ماں کے بھی نہیں بنتے، کسی کے بھی نہیں رہتے۔ وہ یونہی ایک ایسے جہاز کی طرح جس کا کوئی سہارا نہ ہو موڑنے کی کوئی چیز نہ ہو وہ طوفانی موجوں میں جو گناہ کی طوفانی موجیں ہیں ان میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے بھی بہت زور دیا اور اسی زور کے نتیجے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا ہے کہ خاوند کی غیر موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے تمہاری اولاد تباہ ہو جائے۔

پھر بعض دفعہ کہتے ہیں عورتوں سے تو کوئی پردہ نہیں۔ ہر قسم کی عورت گھر میں آسکتی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں بہت ہی اہم تاکید کرتے ہیں "عورتوں پر بھی لازم ہے کہ بدکار اور بد وضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ ان کو اپنی خدمت میں رکھیں"۔ بدکار نوکرانیاں اپنی خدمت میں نہ رکھیں ورنہ اس کے بہت برے نتائج نکل سکتے ہیں تو وہ بعد میں اس وقت پچھتائیں گی جب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہو گا۔ "کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو"۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۸،۴۷)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرد کے فطری قویٰ کی مضبوطی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مرد کو بہ نسبت عورت کے فطرتی قویٰ زبردست دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے مرد عورت پر حکومت کرتا چلا آیا ہے"۔ اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ ہر جگہ دنیا میں مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ حکومت کرتا چلا آیا ہے کیونکہ قویٰ مضبوط ہیں اور محنت کے کام کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ان کو ایسے قویٰ بخشے ہیں کہ وہ بہت زیادہ محنت کر سکتے ہیں بہ نسبت عورتوں کے جو نسبتاً نازک اندام ہوتی ہیں۔

"قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو مروّت اور احسان کی رُو سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزت کی گئی ہے۔ ایک طور سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور بہرحال مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی تم اپنی عورتوں سے ایسے حسن سلوک سے معاشرت کرو کہ ہر ایک عقلمند معلوم کر سکے کہ تم اپنی بیوی سے احسان اور مروّت سے پیش آتے ہو"۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۲۸۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشا زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہو گا۔ اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے۔ دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین اُن کو اپنے سے جُدا اور دوسرے کے حوالہ کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں اُن کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے حکم سے ہی کر سکتا ہے۔ اگر انسان کا سلوک اپنی بیوی سے عمدہ ہو اور اسے ضرورتِ شرعی پیدا ہو جاوے تو اس کی بیوی اس کے دوسرے نکاحوں سے ناراض نہیں ہوتی۔ ہم نے اپنے گھر میں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ وہ ہمارے نکاح والی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے رو رو کر دعائیں کرتی ہیں"۔ تو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گواہی ہے کہ لوگ تو پسند نہیں کرتے کہ اپنے اوپر سوکن آئے لیکن حضرت مسیح موعود کو جانتی تھیں کہ آپ کی بنا تقویٰ پر ہے اس لئے آپ رو رو کر دعائیں کرتی

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

تھیں کہ اللہ کرے کہ یہ سوکن جس کا آنا الہامی طور پر مقدر کیا گیا ہے وہ میرے گھر میں آجائے۔" اصل بات یہ ہے کہ بیویوں کی ناراضگی کا باعث خاوند کی نفسانیت ہوا کرتی ہے اور اگر اُن کو اس بات کا علم ہو کہ ہمارا خاوند صحیح اغراض اور تقویٰ کے اصول پر دوسری بیوی کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ کبھی ناراض نہیں ہوتیں۔ فساد کی بنا تقویٰ کی خلاف ورزی ہوا کرتی ہے"۔(ملفوظات، جلد۷، صفحہ ۶۴،۶۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:"ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیز گاری کے لئے عورتوں کو پرہیز گاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں، پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید ہو جاتی ہے۔ اولاد کا طیّب ہونا تو طیّبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے۔ وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں"۔ یہ خیال غلط ہے کہ عورتیں بے وقوف ہیں، ان کو پتہ نہیں چلتا۔ "یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے راستہ پر ہو گا تو وہ اس سے ڈریں گی اور خدا سے بھی۔ سب انبیاء، اولیاء کی عورتیں نیک تھیں اس لئے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے"۔ بعض استثناء قرآن میں درج ہیں ان کو چھوڑ کر یہ ایسا اصول ہے جو اطلاق پاتا ہے۔ "جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسی ہی ہو جاتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ میں تہجد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے؟"۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ اسی لئے کہا ہے کہ عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں"۔ یہاں قوّام کا جو حقیقی معنی ہے کہ متاثر کرنے والا یہ بیان فرمایا ہے۔ "جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بد معاش ہو گا تو بد معاشی سے وہ حصہ لیں گی"۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۱۷،۲۱۸)

"اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔ عورتوں میں بت پرستی کی جڑ ہے کیونکہ ان کی طبائع کا میلان زینت پرستی کی طرف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بت پرستی کی ابتداء انہی سے ہوئی ہے"۔ یہ بھی بڑا گہرا عارفانہ کلام ہے کہ عورتوں سے بت پرستی کا آغاز ہوا ہے کیونکہ زینت پرستی کی طرف مائل ہیں اور اسی کے نتیجہ میں پھر بالآخر بت پرستی کی طرف رجحان ہو جاتا ہے"۔

آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ہے جو ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۳ سے لیا گیا ہے۔ "اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیج کر دیکھیں تو سہی کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف؟ ایک طرف تو اسے حمل ہے اور ایک طرف جنگ ہے وہ کیا کر سکے گی؟ غرضیکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں اور کم بھی ہیں اس لئے مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۳،۱۳۴)

اس ضمن میں جو عورتوں کی آزادی کی موومنٹس (Movements) ہیں ان کی طرف سے کئی سوالوں کی مجلس میں جب مجھ سے سوال ہوتا ہے تو میں ان کو سمجھاتا ہوں کہ یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ مرد زیادہ طاقتور ہے اور عورت کمزور ہے۔ عورت نازک ہے اور مرد کی سکینت اور عورت کی سکینت دونوں کے لئے یہ بات ضروری تھی تو برابری تم کیسے مانو گی۔ کیا کبھی باکسنگ (Boxing) میں بھی برابری ہو سکتی ہے کہ ایک طرف عورت ہو اور دوسری طرف مرد باکسر ہو؟ کیا دوڑوں میں بھی تم برابری رکھتے ہو مردوں اور عورتوں کی دوڑیں اکٹھی کرواتے ہو؟ کیا دوسری کھیلوں میں عورتوں اور مردوں کی کھیلیں الگ الگ نہیں ہوتیں؟ تو دل سے تسلیم کرتے ہو کہ مردوں کو خدا نے مضبوط قویٰ دیئے ہیں اور عورتیں ہر چیز میں محض فرضی طور پر برابری نہیں کر سکتیں تو جب تم تقسیم کر رہے ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی اس بات کو ماننے میں تمہیں کیا حرج ہے کہ عورتوں اور مردوں کے قویٰ کا فرق ہے اور اس پہلو سے مناسب حال ذمہ داریاں ان کو سپرد کرنی چاہئیں۔

اب حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کو حضرت ام المومنینؓ نے جو نصائح فرمائی تھیں ان میں سے کچھ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے الفاظ میں مَیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔" مجھے جو شادی کے ایام میں آپ نے چند نصائح کی تھیں وہ بھی تحریر کر دینا میرے خیال میں مفید ہو گا۔ فرمایا اپنے شوہر سے پوشیدہ کوئی کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہر گز کبھی نہیں کرنا"۔ اگر کوئی کام چھپانے کی ضرورت ہے تو نہ کرو وہی پہچان ہے اس بات کی کہ یہ ناجائز بات ہے۔ "شوہر نہ دیکھے مگر خدا تو دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔ اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہر گز کبھی نہ چھپانا، صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے"۔

"کبھی ان کے غصے کے وقت نہ بولنا"۔ اس سے پہلے جو ذکر ہے ناکہ عورتیں غصہ کے وقت میں کہہ دیتی ہیں ہم پر کوئی احسان نہیں کیا اور ساری عمر ظلم کیا ہے۔ یہ غصے کی حالت میں بولنے کا نتیجہ ہے۔ تو اس بدی سے بچنے کا بہترین ذریعہ حضرت اماں جانؓ یہ بیان کرتی ہیں۔ "کبھی ان کے غصے کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر یا بچے پر خفا ہوں اور تم کو علم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اس وقت نہ بولنا۔ غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا ان کو سمجھا دینا۔ غصے میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصے میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔ ان کے عزیزوں کو، عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی برائی نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔ تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔ دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا ہی بھلا کرے گا"۔

فرمایا "میں نے ہمیشہ تمہارے سوتیلے بھائیوں کے لئے بھی دعائیں کی ہیں اور ان کا بھلا ہی خدا سے چاہا ہے۔ کبھی اپنے دل میں ان کو غیر نہیں جانا خواہ حالات کے سبب وہ الگ رہے میرا دل ہمیشہ ان کا خیر خواہ رہا ہے"۔ پھر فرماتی ہیں "وہابی ہونے کے سبب سے صرف والد (حضرت نانا جانؓ) موافق تھے اور سب کنبہ بے حد خلاف تھا"۔ حضرت اماں جان یہ بیان کر رہی ہیں کہ صرف والد (یعنی نانا جان) موافق تھے اور سب کنبہ بے حد خلاف تھا۔ "ہماری دادی تو بہت روتی تھیں کہ کہاں لڑکی کو جھونک رہے ہو۔ فرماتی ہیں۔ "ایک بار خود میں نے سنا کہ ابا اماں کے خلاف باتوں اور رونے دھونے کے جواب میں کہہ رہے تھے کہ ایسا داماد تو ساری دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈو گی تو بھی نہ ملے گا"۔(سیرت حضرت سیدۃ النساء نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ حصہ دوم صفحہ ۱۶۷،۱۶۸)

یہ حضرت نانا جان نے اپنی بیگم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا تھا اور واقعی کتنی سچی بات تھی کہ "ایسا داماد تو چراغ لے کر ڈھونڈو گی تو بھی نہ ملے گا"۔

❀❀❀❀......✧✧✧✧

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۴؍مارچ ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ بوقت ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی:

۱...... مکرم شجاع احمد صاحب ابن حضرت نور الٰہی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (ساؤتھ ہال۔ لندن)

(آپ کی وفات جگر کے کینسر کی وجہ سے بعمر ۵۴ سال یکم مارچ کو ہوئی۔ آپ بہت غریب پرور اور ہمدرد انسان تھے۔ حضور ایدہ اللہ کا ان کے ساتھ بڑا شفقت کا سلوک تھا)۔

۲...... مکرم قریشی مقبول احمد صاحب ابن مکرم قریشی ضیاء الدین صاحب (حلقہ مسجد فضل لندن)

آپ موصی تھے۔ آپ کی وفات ۲۹؍فروری کو اچانک دل کے شدید حملے سے ۶۴ سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ گزشتہ پانچ سال سے انگلستان میں مقیم تھے۔ الفضل انٹرنیشنل کی ترسیل کرنے والی ٹیم کے مستعد ممبر تھے۔ اور مختلف جماعتی خدمات رضاکارانہ طور پر بڑے شوق اور ہمت سے بجالاتے تھے۔

اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

☆...... مکرم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب صدر جماعت ہارٹلے پول۔

آپ مکرمہ بیگم طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ اور مکرم کرنل ایاز محمود خان صاحب، صدر عمومی ربوہ کے بھائی تھے اور جماعت کے فدائی خادم تھے جو خدمت خلق اور خدمت دین میں پیش پیش رہتے۔

☆...... مکرمہ جمیلہ جمال احمد صاحب بنت مکرم حضرت حافظ جمال احمد صاحب، صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، سابق مبلغ ماریشس۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواھشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ھیں

آج ھی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

بقیہ: اہل پیغام کے بعض وساوس کا رد
از صفحہ نمبر ۴

پرہیز گار کے پیچھے نماز پڑھنے سے آدمی بخشا جاتا ہے۔ نماز تو تمام برکتوں کی کنجی ہے۔ نماز میں دعا قبول ہوتی ہے۔ امام بطور وکیل کے ہوتا ہے۔ اس کا اپنا دل سیاہ ہو تو پھر وہ دوسروں کو کیا برکت دے گا"۔ (الحکم جلد ۵ پرچہ ۲۸۔ صفحہ ۳،۲۔ تاریخ ۳۱/جولائی ۱۹۰۱ء۔ ملفوظات جلد ۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۱۸)

مکفر و مکذب کے پیچھے نماز

"دو آدمیوں نے بیعت کی۔ ایک نے سوال کیا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟۔ فرمایا: "وہ لوگ ہم کو کافر کہتے ہیں۔ اگر ہم کافر نہیں ہیں تو وہ کفر لوٹ کر ان پر پڑتا ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اس واسطے ایسے لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ پھر ان کے درمیان جو لوگ خاموش ہیں وہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ ان کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں کیونکہ وہ اپنے دل کے اندر کوئی مذہب مخالفانہ رکھتے ہیں جو ہمارے ساتھ بظاہر شامل نہیں ہوتے"۔

(البدر جلد ۱ نمبر ۳۹ صفحہ ۲ مورخہ ۱۵/دسمبر ۱۹۰۵ء۔ ملفوظات جلد ۸ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۸۲)

متردّد کے پیچھے نماز

"اہل پیغام" نے انٹرنیٹ پر بڑی بے باکی سے اعلان کیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کے پیچھے نماز سے منع نہیں فرمایا جو نہ تکذیب کرتے ہیں اور تکفیر بلکہ بین بین ہیں۔ لیجئے ایسے متردّد قسم کے لوگوں کے بارہ میں حضورؑ کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیے:

......(۱)......

"پھر ان کے درمیان جو لوگ خاموش ہیں وہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ ان کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں کیونکہ وہ اپنے دل کے اندر کوئی مذہب مخالفانہ رکھتے ہیں جو ہمارے ساتھ بظاہر شامل نہیں ہوتے"۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۳۹ صفحہ ۲ مورخہ ۱۵/دسمبر ۱۹۰۵ء۔ ملفوظات جلد ۸ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۸۲)

......(۲)......

سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟۔

فرمایا: "پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو۔ پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو۔ اور اگر کوئی خاموش رہے، نہ تصدیق کرے نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو"۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۶ صفحہ ۷ پرچہ ۳۰/اپریل ۱۹۰۲ء۔ ملفوظات جلد ۳ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۷۷)

......(۳)......

اسی طرح حضرت اقدسؑ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

"بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ ایسے لوگ جو برا نہیں کہتے مگر پورے طور پر اظہار بھی نہیں کرتے محض اس وجہ سے کہ لوگ برا کہیں گے، کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں؟ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ ابھی تک ان کے قبول حق کی راہ میں ایک ٹھوکر کا پتھر ہے اور وہ ابھی تک اسی درخت کی شاخ ہیں جس کا پھل زہریلا اور ہلاک کرنے والا ہے۔ اگر وہ دنیاداروں کو اپنا معبود اور قبلہ نہ سمجھتے تو ان سارے حجابوں کو چیر کر باہر نکل آتے اور کسی کے لعن طعن کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے اور کوئی خوف شماتت کا انہیں دامنگیر نہ ہوتا بلکہ وہ خدا کی طرف دوڑتے۔ پس تم یاد رکھو کہ تم ہر کام میں دیکھ لو کہ اس میں خدا راضی ہے یا مخلوقِ خدا۔ جب تک یہ حالت نہ ہو جاوے کہ خدا کی رضا مقدم ہو جاوے اور کوئی شیطان اور رہزن نہ ہو سکے اس وقت تک ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے"۔ (الحکم جلد ۵ پرچہ ۳۷۔ صفحہ ۱ تا ۳۔ تاریخ ۱۰/اکتوبر ۱۹۰۱ء۔ ملفوظات جلد ۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۶۱)

......(۴)......

ایک عرب دوست قادیان تشریف لائے اور بیعت کے بعد ایک عرصہ تک حضور اقدسؑ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ پھر اپنے ملک جاتے ہوئے انہوں نے حضور اقدس علیہ السلام سے نماز کے بارہ میں خصوصی طور پر دریافت کیا۔ اس کی تفصیل "الحکم" میں یوں درج ہے:

"سید عبداللہ صاحب عرب نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟

فرمایا "مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو"۔

عرب صاحب نے عرض کیا وہ لوگ حضورؑ کے حالات سے واقف نہیں ہیں۔ اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔ فرمایا "ان کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب"۔

عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم شیعہ ہے۔ فرمایا "تم خدا کے بنو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے"۔ (الحکم جلد ۵ پرچہ ۳۵ صفحہ ۶۔ تاریخ ۲۴/ستمبر ۱۹۰۱ء۔ ملفوظات جلد ۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۴۲،۳۴۳)

......(۵)......

اسی طرح ایک اور مجلس میں فرمایا:

"جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ اُدھر کا ہوں اصل میں وہ بھی ہمارا مکذب ہے۔ اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔ ایسے لوگ اصل میں منافق طبع ہوتے ہیں۔ ان کا یہ اصول ہوتا ہے کہ 'با مسلماں اللہ اللہ با ہندو رام رام'۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔ بظاہر کہتے ہیں کہ ہم کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتے مگر یاد رکھو کہ جو شخص ایک طرف کا ہو گا اس سے کسی نہ کسی کا دل ضرور دُکھے گا"۔ (البدر جلد ۲ پرچہ ۱۴ صفحہ ۱۰۵ تاریخ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء۔ ملفوظات جلد ۵ مطبوعہ لندن صفحہ ۲۹۴)

......(۶)......

"خان عجب خان صاحب تحصیلدار نے حضرت اقدسؑ سے استفسار کیا کہ اگر کسی مقام کے لوگ اجنبی ہوں اور ہمیں علم نہ ہو کہ وہ احمدی جماعت میں ہیں یا نہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھی جاوے کہ نہ؟۔

فرمایا "ناواقف امام سے پوچھ لو۔ اگر وہ مصدق ہو تو نماز اس کے پیچھے پڑھی جاوے ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک الگ جماعت بنانا چاہتا ہے اس لئے اس کے منشاء کی کیوں مخالفت کی جاوے۔ جن لوگوں سے وہ جدا کرنا چاہتا ہے بار بار ان میں گھسنا یہی تو اس کے منشاء کے مخالف ہے"۔ (البدر جلد ۲ پرچہ ۵ صفحہ ۳۴، ۳۵۔ تاریخ ۲۰/فروری ۱۹۰۳ء۔ ملفوظات جلد ۵ مبطوعہ لندن صفحہ ۳۸)

پس "اہل پیغام" کو ڈرنا چاہئے کہ وہ منشاء الٰہی کی مخالفت کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ہمیں واضح نصیحت فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک الگ جماعت بنانا چاہتا ہے اس لئے اس کی منشاء کے خلاف کیوں کیا جائے۔ مگر "اہل پیغام" اس نصیحت کے برخلاف عمل پر مصر ہیں۔ ان کی یہ جسارت واقعی بڑی عجیب ہے؟

......(۷)......

تردّد میں پڑے لوگوں کے پیچھے نماز کے بارہ میں اس وقت تک ہم نے حضور اقدسؑ کے جو ارشادات پیش کئے ہیں وہ جماعت کے ان اخبارات سے ماخوذ ہیں جو حضور اقدسؑ کے زمانہ میں حضورؑ اور جماعت کے ترجمان تھے۔ بلا شبہ یہ حوالہ جات ایسے واضح ہیں کہ ہر بات پوری کھل گئی ہے۔ تاہم آخر پر اب حضور اقدسؑ کا ایک ایسا ارشاد پیش ہے جو آپؑ نے اپنے قلم مبارک سے اپنی ایک کتاب میں درج فرمایا ہے اور یہ ایسا واضح اور قطعی ہے کہ اس کا سمجھنا کسی پر مشکل نہیں اور نہ ہی کوئی اس کی بے جا تاویل کر سکتا ہے سوائے اس شخص کے کہ جس کو عناد و حسد اور تکبر نے پوری طرح اندھا کر دیا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو الہامات ہوئے ان میں ایک الہام درج ذیل آیات قرآنیہ کی شکل میں تھا:

"تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّ تَبَّ"۔ اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

"اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ یعنی جب مسیح نازل ہو گا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلّی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حَکَم ٹھیراتا ہے اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزّت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزّت نہیں"۔ (اربعین نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۷۔ مطبوعہ لندن صفحہ ۴۱۷ حاشیہ)

☆......☆......☆

وسوسہ نمبر ۳

انٹرنیٹ پر ایک وسوسہ یہ پھیلایا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "الوصیت" میں خود فرمایا ہے کہ انجمن ہی میرے بعد میرا خلیفہ ہو گی!

جواب

نہایت افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں نے حضور اقدسؑ کے اس ارشاد کو اس کے سیاق و سباق سے الگ پیش کیا ہے اور یوں تحریف الکلمہ عن مواضعہ کی مکروہ جسارت کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ راشد اور انجمن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے رسالہ "الوصیت" میں اپنی وفات کے دن قریب آجانے اور اپنے بعد خلافت قائم ہونے کا ذکر ایک مختلف عنوان کے تحت اور ایک مختلف وقت میں فرمایا ہے۔ جبکہ "انجمن" کے کاموں کا ذکر ایک علیحدہ عنوان کے تحت اور دوسرے وقت میں کیا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رسالہ الوصیت کا تجزیاتی مطالعہ

یاد رکھنا چاہئے کہ موجودہ کتاب "الوصیت" کے ۴۳ صفحات ہیں اور یہ تین مختلف حصوں اور تین مختلف عناوین پر مشتمل ہے۔

پہلا حصہ: یہ اصل "وصیت" ہے اور ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی تصنیف حضور اقدسؑ نے ۲۰/دسمبر ۱۹۰۵ء کو مکمل فرمائی اور ۲۴/دسمبر کو اسے شائع فرمایا۔ اسی حصہ میں آپ نے اپنی وفات کے دن قریب آ جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ اور احباب جماعت کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ میرے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ قدرت ثانیہ (خلافتِ حقہ) ظاہر کرے گا۔

نیز فرمایا ہے کہ ایک فرشتے نے مجھے میری قبر کی جگہ رؤیا میں دکھائی ہے اور ایک اور جگہ دکھا کر

THOMPSON & CO SOLICITORS
RECEPTIONIST REQUIRED
Receptionist required by solicitors in Southfields. The firm is a highly successful asylum practice mainly dealing with applications from the Pakistani Community & applicants should therefore be able to speak Urdu.Friendly Telaphone manner & familiarity with MS Word also required.
URGENT VACANCY- IMMIDIATE START
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

بتایا ہے کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے اور جماعت کے صلحاء اس میں دفن ہونگے۔

اس حصہ اوّل کے مندرجات کچھ آگے چل کر ہم ذرا تفصیل سے زیر بحث لائیں گے۔

حصہ دوم: اس کتاب کے دوسرے حصہ کا عنوان "ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت" ہے جو سات صفحات پر مشتمل ہے۔ جیساکہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس حصہ کو حضور نے پہلے حصہ کے طبع ہو جانے کے بعد تحریر فرماکر اس کے ساتھ ملحق کیا۔ اسے حضورؑ نے ۶ر جنوری ۱۹۰۶ء کو تحریر فرمایاہے اور اسی ماہ و سال میں مجلّہ ریویو آف ریلیجنز اردو میں شائع کیا۔

اس حصہ میں آپؑ نے ان صلحاء کے لئے جو اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونگے مختلف نصائح اور شرائط درج فرمائی ہیں۔ نیز اس کمیٹی کے لئے نصائح اور تعلیمات دی ہیں جو اس بہشتی مقبرہ کے کاموں کی نگران ہوگی۔ اس کمیٹی کا نام حضور نے "انجمن کارپرداز مصالح قبرستان" تجویز فرمایا۔

ہم آئندہ سطور میں اس حصہ میں مذکور شرائط اور نصائح ذرا تفصیل سے درج کرکے تبصرہ کریں گے۔ انشاءاللہ۔

حصہ سوم: یہ حصہ صرف تین صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ انجمن کے پہلے اجلاس کی رپورٹ پر مشتمل ہے جو حضرت مولوی حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کی صدارت میں ہوا۔

حصہ اول کا خلاصہ

جیساکہ پہلے بیان کیا گیاہے اسی حصہ میں حضور اقدسؑ نے اپنی وفات کے دن قریب آجانے کی خبر دی ہے اور جماعت کو تسلی دیتے ہوئے فرمایاہے کہ خدا میرے بعد قدرت ثانیہ تمہارے لئے بھیج دے گا۔ چنانچہ فرمایاکہ اللہ تعالیٰ کی اپنے انبیاء کے ساتھ یہ سنت قدیمہ ہے کہ:

"...........ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتاہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتاہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتاہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتاہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتاہے۔

(۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت دکھاتاہے۔

(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتاہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتاہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتاہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتاہے خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتاہے جیساکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (النور:۵۶) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جمادیں گے۔.........

......سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتاہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلادے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیساکہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیساکہ خدا فرماتاہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایاہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ تو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے"۔(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۶)

پھر بہشتی مقبرہ کے سلسلہ میں انجمن کی ضرورت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہوگی.........سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتاہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے.........بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہئے۔ لیکن اگر خداتعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلائے کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں"۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۸)

حصہ دوم کا خلاصہ

قبل ازیں ہم اشارۃً یہ ذکر کرچکے ہیں کہ اس حصہ میں حضرت اقدسؑ نے ان صلحاء جماعت کے لئے کچھ مزید شرائط درج کی ہیں جو اپنے اموال اور جائیدادوں کا ایک حصہ اشاعت اسلام کے لئے وقف کرنے کے لئے تیار ہوں اور یوں نظام وصیت میں داخل ہو کر "بہشتی مقبرہ" میں دفن ہونے کے خواہشمند ہوں۔

اسی طرح اس حصہ میں آپؑ نے "بہشتی مقبرہ" کے کاموں اور ان موصیان کے اموال کے حساب کتاب اور نگرانی کرنے والی اس "انجمن" کے لئے بھی مزید ہدایات درج کی ہیں۔ یہ کل ۲۰ شرائط ہیں ان میں سے چند اہم شرائط درج ذیل ہیں:

"انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی۔ اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے"۔(شرط نمبر ۹)

"انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانت دار ہوں۔ اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانتدار نہیں یا وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتاہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرے"۔

(شرط نمبر ۱۰)

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں"۔

(شرط نمبر ۱۳)

"یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کرکے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان تیار کریں"۔

(شرط نمبر ۱۵)

(ضمیمہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحات ۳۲۶،۳۲۵)

اس صفحہ کے آخر پر آپؑ فرماتے ہیں:

"میں یہ نہیں چاہتاکہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنے مال کروگے اور بہشتی زندگی پاؤ گے"۔(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۲۹)

منطقی نتائج

خاکسار نے "الوصیت" کے حصہ اول و دوم میں مذکور امور کا خلاصہ پیش کر دیاہے اور اس بات میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ ان امور کی روشنی میں ہم درج ذیل نتائج تک پہنچتے ہیں:

۱......: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اصل رسالہ الوصیت (یعنی حصہ اول) تحریر اور شائع فرمانے کے تقریباً دو ہفتوں بعد اس کا حصہ دوم تحریر فرماکر طبع فرمایا اور اسے الوصیت کا ضمیمہ قرار دیا۔

۲......: حصہ اول میں آپؑ نے اپنی وفات کے دن قریب آجانے اور وفات کے بعد قدرت ثانیہ کے ظہور کی خبر دی۔ پھر اسی حصہ اول ہی میں آپ نے اس کمیٹی یعنی انجمن کے قیام کی ضرورت کا ذکر فرمایا جس نے بہشتی مقبرہ کے کام اور اموال سنبھالنے تھے۔

۳......: باوجودیکہ آپؑ نے اس حصہ اول میں اپنے قرب وفات اور "انجمن" کے قیام کا بھی ذکر فرمایا ہے مگر آپ نے یہاں قطعاً یہ نہیں فرمایاکہ 'انجمن' آپؑ کی خلیفہ ہوگی۔

۴......: بلکہ اس کے برعکس آپؑ نے (اس حصہ اول میں) اپنے قرب وفات کا ذکر فرماکر قدرت ثانیہ کے ظہور کی بشارت دی ہے۔ پھر یہ بتانے کے لئے کہ ظہور قدرت ثانیہ سے آپؑ کی کیا مراد ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال دی تاکہ کسی قسم کا التباس واشکال نہ رہے۔ گویا بتایاکہ جیسے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک فردِ واحد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بطور خلیفہ کھڑا کیا، ایسے ہی میرے بعد بھی فردی خلافت ہی ہوگی یعنی ایک فرد واحد میرا خلیفہ ہوا کرے گا نہ کہ کوئی انجمن یا کمیٹی۔

۵......: "انجمن" کو ہرگز ایسی قدرت ثانیہ قرار نہیں دیا جاسکتا جو ابوبکر سے مشابہت رکھتی ہو۔ بالفاظ دیگر "انجمن" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلیفہ

نان ——— نان ——— نان

ہمارے آٹومیٹک پلانٹ پر حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق اعلیٰ اور معیاری نان تیار کئے جاتے ہیں اور پلاسٹک کی فلم میں seal کئے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ اور فیملی پیک پر خاص رعایت۔

برطانیہ اور یورپ میں ڈسٹری بیوٹرز کی ضرورت ہے۔ فری نمونہ کے لئے رابطہ کریں

Shalimar Foods

Tel: 01420 488866 —— Fax: 01420 474999

قرار نہیں دی جاسکتی کیونکہ "انجمن" تو آپؑ کی زندگی میں ہی موجود تھی اور آپؑ کے ساتھ کام کر رہی تھی۔ مگر حضورؑ تو فرماتے ہیں "وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں"۔

۶......:جماعت احمدیہ کو "قدرت ثانیہ" کے بغیر چارہ نہیں۔ بالفاظ دیگر جماعت احمدیہ میں خلافت کا وجود لازمی و حتمی ہے کیونکہ حضورؑ اعلان فرماتے ہیں کہ انبیاء کی وفات کے بعد "قدرت ثانیہ" کا ظہور خدا کی قدیم سنت ہے اور "اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے"۔

اس سے اہل لاہور کا یہ دعویٰ بھی باطل ہو گیا کہ احمدیت میں خلافت کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں تھی۔

۷......:اس اقتباس سے یہ بھی طے ہوگیا کہ جماعت احمدیہ میں فردی خلافت ہمیشہ رہنی چاہئے کیونکہ آپ قدرت ثانیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ "ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔

اس سے اہل پیغام کا یہ دعویٰ بھی باطل ہو گیا کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے بعد کسی کو خلیفہ منتخب کرنے کی حاجت نہیں۔

۸......:یہ جملہ امور مجموعی طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ آپؑ کے ارشاد: "چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا" کا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کہ آپؑ کے بعد "انجمن" آپ کی خلیفہ سمجھی جائے گی۔ اس سے آپؑ کی مراد صرف اتنی تھی کہ "انجمن" بہشتی مقبرہ کے معاملات اور اموال کی نگرانی میں آپ کی نیابت کرے گی۔ سو انجمن کا دائرہ کار صرف اور صرف بہشتی مقبرہ کے انتظامات و اموال تک محدود تھا۔

پس کجا یہ کہ "انجمن" بہشتی مقبرہ اور اس کے انتظامات اور اموال کی نگرانی کرنے میں حضور اقدسؑ کی مددگار اور مشیر کے طور پر کام کرے اور کجا یہ کہ وہ خود کو خلیفۃ المسیح سمجھ بیٹھے۔

اس موقعہ پر ایک مشہور لطیفہ یاد آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک عرب بادیہ نشین سخت سردی کے موسم میں صحراء میں اپنے خیمہ میں محوخواب تھا۔ اس کا اونٹ باہر بندھا ہوا تھا۔ جب رات بھیگ گئی اور صحرا کی سردی اس کی برداشت سے باہر ہوئی تو اس نے عربی سے کہا کہ میں صرف اپنا سر خیمہ کے اندر کرسکتا ہوں۔ عربی سے ترس کھاتے ہوئے اسے اجازت دے دی۔ اونٹ نے سر اندر کر لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے یہ دیکھتے ہوئے کہ عربی گہری نیند سو گیا ہے اپنی اگلی ٹانگیں بھی آہستہ آہستہ اندر کر لیں۔ پھر آدھا دھڑ اندر کرلیا۔ پھر اس بیوقوف اونٹ نے چاہا کہ پورے کا پورا اندر آجائے اس کوشش میں اس نے سارا خیمہ ہی الٹا دیا۔ عربی ہڑبڑا کر اٹھا اور اونٹ کو ایسی مار ماری جو سردی کی مار سے کہیں بڑھ کر تھی۔

ان کی مثال اس شخص کی ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے اس پر اپنا بڑا فضل کیا تھا اور اپنے بڑے نشان دکھائے تھے اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان نشانوں کے ذریعہ رفعت بخشتے مگر وہ زمین کی طرف جھک گیا اور ہماری نظروں سے گر گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر بھی بڑا فضل کیا تھا کہ انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے قرب سے نوازا۔ حضورؑ نے ذرہ نوازی کرتے ہوئے جماعت کے کاموں میں انہیں اپنا معین و مددگار بننے کا شرف بخشا مگر یہ الٹے کفران نعمت کر بیٹھے۔ پھر اس مسیح پاک کی مبارک بستی قادیان دارالامان سے بھاگ نکلے۔

"خلیفۃ اللہ کی جانشین، انجمن" کے دفاع کا دعویٰ کرنے والے ان لوگوں نے لاہور میں جاکر ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنالی مگر نہ جانے ان کو یہ کیسے بھول گیا کہ مسیح پاک کا واضح ارشاد تھا کہ "یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے"۔

مگر وہ جماعت جو خلفاء احمدیت کے تابع ہے اور جسے اب یہ لوگ دشمنان احمدیت کی طرح قادیانیت، قادیانیت کہہ کر پکارتے ہیں اس مبارک مقام قادیان دارالامان سے نہایت ہولناک حالات کے باوجود ہمیشہ چمٹی رہی اور برکت پاتی رہی۔ اس نے بڑی دلیری سے اور بڑی قربانیاں دے کر اس مقام کی حفاظت کی خصوصاً تقسیم ہند کے خونی فسادات کے دوران، اور مسیح پاک کی وصیت کے مطابق قادیان ہی کو اپنا مرکز بناکر وہیں سے اسی "انجمن" کو چلا رہی ہے جس کی بنیاد اس مردِ خدا نے خود رکھی تھی۔

☆......☆......☆

نصیحت ہے غریبانہ

"اہل پیغام" کے انٹرنیٹ پر پھیلائے ہوئے شبہات کے جواب سے اب ہم بحمداللہ فارغ ہو چکے۔ خدا گواہ ہے کہ ہماری اس گفتگو کا مقصد کسی کا دل دکھانا نہ تھا بلکہ ہمارا مقصد صرف اور صرف دو امور تھے۔

اول۔ یہ کہ حق کے دفاع کے فرض سے حق بات کہہ کر سبکدوش ہو جائیں خواہ وہ کسی کو قدرے کڑوا لگے۔

دوم۔ یہ کہ سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کی طرف کسی طرح بھی منسوب ہونے والوں میں سے جس کو بچایا جاسکتا ہے بچایا جائے۔

اور چونکہ سچی اور پرخلوص نصیحت ضرور فائدہ دیتی ہے اس لئے میں آخر پر لاہور کے اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں سے صدق دل سے التماس کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے اس کی فعلی شہادت پر ذرا نظر کریں، یعنی یہ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے ہم دونوں گروہوں سے کس طرح کا سلوک کیا ہے تا انہیں وقت ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے پہلے علم ہو جائے کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ قرآن کریم تو بار بار اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ جب بھی حق و باطل آپس میں ٹکرائیں گے تو یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل حق کو چھوڑ کر اہل باطل کی مدد کرے۔ ہو نہیں سکتا کہ یہ دونوں فریق معرکہ آراء ہوں پھر اللہ تعالیٰ طیب و خبیث میں فرق نہ کردے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو دنیا اندھیر ہو جائے، ہر بات مشتبہ ہو جائے اور مخلوق گمراہی اور کفر کے گڑھے میں پڑی رہے جبکہ اللہ اپنے بندوں کے لئے کفر و ضلالت پسند نہیں کرتا۔

قرآن کریم نے متعدد مقامات پر اس سنت الٰہی کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: "كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ". (سورۃ المجادلہ ۲۲) یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

پھر فرمایا: "اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ"۔ (مومن: ۵۲) یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

نیز کفار کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغَالِبُوْنَ" (انبیاء: ۴۵)۔ پس کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں؟ تو کیا وہ پھر بھی غالب آسکتے ہیں؟

سو خدا کے نام پر اپنے ان بھائیوں سے التماس ہے کہ وہ دیکھیں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے کس کو خدا کی طرف سے نصرت کے بعد نصرت اور فتح کے بعد فتح اور ترقی کے بعد ترقی نصیب ہوتی رہی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ گروہ جو "اہل پیغام" کے راہنماؤں کی نظر میں حق پر تھا برکتوں سے محروم کردیا گیا۔ ان کی زمین کم سے کم ہوتی چلی گئی۔

مگر وہ گروہ جسے "اہل پیغام" کے راہنماؤں نے "اہل باطل" قرار دیا اس کو ملنے والی کامیابیوں کا شمار تو اب امر محال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فتح کے بعد فتح رکھ دی۔ ہر میدان میں ان کا ساتھ دیا۔ انہیں اتنا بڑھایا اور پھلدار کیا کہ اب وہ دنیا کے کونے کونے میں پائے جاتے ہیں اور کروڑوں تک جا پہنچے ہیں اور بڑی تیزی سے شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ عددی اکثریت و برتری اپنی ذات میں کوئی معنی نہیں رکھتی مگر خاکسار تو یہاں حق و باطل کے درمیان ہونے والے اس معرکہ کے نتیجہ کی طرف توجہ مبذول کرا رہا ہے۔ کیا عقل اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ فتح و ظفر، اہل باطل کے نصیب میں آوے اور شکست اہل حق کا مقدر بن جائے۔ ہرگز نہیں۔ عقل اس کو رد کرتی ہے۔ قرآن اس کے مخالف ہے تاریخ انبیاء اس کے خلاف گواہ کھڑی ہے۔

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ فریق جو تمہارے اکابر کے نزدیک "باطل" پر تھا اور "کمزور" تھا وہ باوجود مشکلات کے مسلسل بڑھتا، پھولتا اور پھلتا رہا اور اس کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کردے تاکہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔

یا اس کی مثال اس شجرہ طیبہ کی سی ہے جس کی جڑ زمین میں خوب پیوستہ ہے اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ وہ اپنا پھل ہر وقت اپنے رب کے حکم سے دیتا ہے۔

مگر وہ فریق جو آپ کے اکابر کی نظر میں حق پر تھا اور طاقتور تھا وہ اس شجرۂ خبیثہ کی طرح ہو گیا جو اپنی اصل زمین سے اکھاڑ دیا گیا ہو اور اسے کوئی استقرار نصیب نہ ہو۔ یہ گروہ مسلسل انحطاط کا شکار رہا۔

آخر پر بڑے درد کے ساتھ مسیح پاک علیہ السلام ہی کے اس درد بھرے شعر کو دہرا کر عرض کرتا ہوں۔

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو، نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۰ء

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا پینتیسواں جلسہ سالانہ بتاریخ ۲۸، ۲۹، ۳۰؍ جولائی ۲۰۰۰ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوگا۔

احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس جلسہ کو تمام پہلوؤں سے کامیابی سے ہمکنار فرمائے اور بے شمار برکتوں کا پیش خیمہ بنائے۔

Aurosethi
Import Export GmbH
Asiatische Gewürze und Lebensmittel
جرمنی میں ایشین گروسری کی سب سے بڑی دوکان
اب تبدیل ہوکر درج ذیل ایڈریس پر منتقل ہوئی ہے
Opposite Zollamt in Zoll hof
Westhafen, Halle 21, 60327 Frankfurt/M.
Telefon 069/252691, Telefax 069/239547
حسب سابق تھوک و پرچون خریداری کے لئے تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں۔ ہمارا نصب العین عمدہ کوالٹی، مناسب دام

بیلہ بوتیک کی طرف سے اپنے تمام کرم فرماؤں کو
عید مبارک
بری اور جہیز کی مکمل تیاری کے لئے لہنگے، راجستھانی پشواسیں اور ڈھیروں سوٹ آپ کے منتظر
Tel: 069-24279400 & 0171-2128820
Kaiser Str. 64-Laden 29 Hauptbahnhof Frankfurt

مشرقی سائبیریا میں

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی آمد کی روایات

(مظفر چوھدری)

روس میں Buriat Mongol کے علاقے میں منگولیا اور مشرقی سائبیریا کے علاقوں کے درمیان دنیا کی تازہ پانی کی سب سے بڑی جھیل "بائی کال" واقع ہے۔ یہ ۵۲۔۵۶ درجے شمال اور ۱۰۴۔۱۱۰ درجے مشرق میں ہے۔ اس کے شمال اور جنوب کے ساحلی علاقے Irkutsk نامی صوبے میں شامل ہیں۔ سطح سمندر سے اس کی بلندی ۴۶۲ میٹر جبکہ انگارا اور Irkutsk سے یہ ۴۰ میٹر بلند ہے۔ اپریل میں اس کی سطح سب سے کم اور ستمبر میں سب سے بلند ہوتی ہے۔ سردیوں میں یہ ایک میٹر کے لگ بھگ منجمد ہو جاتی ہے اور اسے اس کے اوپر سے چل کر عبور کیا جا سکتا ہے۔ منگول اسے "دلائی نور" (سب سے بڑی جھیل) اور ترک قبائل "بائی کال" کہتے ہیں۔ اس کی چوڑائی ۲۵ تا ۷۴ کلو میٹر ہے۔ کئی ایک ترک اور تاتاری قبائل اس کے گردونواح میں آباد ہیں۔ یہی وہ علاقہ ہے جہاں زار روس اپنے معتوب لوگوں کو بیگار کے لئے بھیجتا تھا۔ آج کل سائبیریا کے اس حصے تک سڑک اور ریل کا نظام پہنچ چکا ہے۔

بنی اسرائیل تاتار میں آباد تھے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک اور روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودی لوگ تاتار میں جلاوطن کر کے بھیجے گئے تھے اور بخارا، مرو اور خیوا کے متعلقہ علاقوں میں بڑی تعداد میں موجود تھے .... ڈاکٹر مور کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ تاتاری قوم چوزن یہودی الاصل ہیں اور ان میں اب تک یہودی مذہب کے قدیم آثار پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ ختنہ کی رسم ادا کرتے ہیں"۔

("مسیح ہندوستان میں"۔روحانی خزائن جلد ۱۵ مطبوعہ لندن صفحہ ۹۶۔۹۷)

مشرقی سائبیریا میں یہودی جماعتیں

بارھویں صدی عیسوی تک سائبیریا کے ان علاقوں میں آباد یہودی جماعتوں کا بغداد کے "رئیس جلاوطنی" یعنی "رأس گالوتا" سے رابطہ برقرار تھا۔ بن یامین آف ٹولیڈو معروف یہودی سیاح لکھتا ہے:

"امیر اسیری (رأس گالوتا) کی اتھارٹی کا دائرہ شنار، فارس، خراسان، شیبا یعنی الیمن، دیار کالاش (بکر) اور آرام نحرائم (میسوپٹامیہ) اور ارارات کے پہاڑوں کے باشندوں اور آلانی کی سرزمین کے لوگوں تک جو کہ پہاڑوں سے گھرا ہوا ایک ملک ہے۔............ اس کے علاوہ اس کی اتھارٹی سائبیریا اور توگرمیم میں رہنے والی جماعتوں سے لے کر آسوہ کے پہاڑوں اور سرزمین گورگان تک وسیع ہے جس کے باشندے گورگانیم کہلاتے ہیں۔ جو دریائے جیحون کے کنارے رہتے ہیں اور یہ وہ گرگشی ہیں جو عیسائی مذہب کے پیرو ہیں۔ آگے یہ دائرہ سمرقند کے دروازوں سرزمین تبت و سرزمین ہند تک پھیل جاتا ہے۔ ان تمام ملکوں کے تعلق میں رأس گالوتا جماعتوں کو ربی اور کاہن کے اختیارات دیتا ہے۔ جو اس کے پاس خود کو دین کی خاطر وقف کرنے اور اس کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے آتے ہیں۔ وہ اس کے لئے زمین کے کناروں تک سے نذریں اور تحائف لاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام "رسول بنی اسرائیل" تھے۔ لہذا اگر سائبیریا اور تاتار میں بنی اسرائیل قبال کا کوئی حصہ آباد تھا تو آپ کا وہاں جا کر اسے حضرت محمد ﷺ کی بشارت دینا قرین قیاس ہے۔ چنانچہ اس علاقے میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی روایات عام تھیں۔

۱۸۶۰ء میں Thomas Witlam Atkinson نامی انگریز مہم جو (Explorer) نے جھیل بائیکال کے گردونواح میں آباد تاتاری قبائل میں مندرجہ ذیل روایات ریکارڈ کی۔ وہ لکھتا ہے:

Instead of meeting the steamer at Golo-oustnain, I continued my explorations and on my return visited the south shore of the Island of Olkhon. It is about sixty miles in length, in some parts fifteen miles in breadth, and is separated from the north shore of the lake, called by the natives"the Little Baikal", by them considered the most sacred part of this "Holy Sea".The Island is about eight miles from the North shore, exceptimg at its western end, where a great mass runs out into the lake for several miles and forms a magnificent entrance to the sacred sea. A little farther to the west the rocks rise to about 1,200 feet, forming a stupendousobject when seen from the water.

The people have a tradition in connection with this region which they implicitly believe. They say "that Christ visited this part of Asia and ascended this summit, whence he looked down on all the region around. After blessing the country to the northward, he turned towards the south, and looking across the Baikal, he waved his hand, explaining, Beyond this there is nohing". Thus they account for the sterility of Daouria, where it is said "no corn will grow". *(Page 385)*

دوسرے پیراگراف کا ترجمہ کچھ یوں بنتا ہے:

"لوگوں میں اس خطے کے بارہ میں ایک روایت موجود ہے جس کے بارے میں انہیں کوئی شک وشبہ نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسیح ایشیا کے اس حصے میں آئے اور اس چوٹی پر چڑھے اور یہاں سے اردگرد کے تمام علاقے کی طرف مڑے اور بائی کال کے اس پار دیکھتے ہوئے ہاتھ لہرایا کہ اس کے پیچھے کچھ نہیں ہے۔ اس سے یہ لوگ اس علاقے کے بنجر ہونے کا نتیجہ اخذ کرتے ہیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ "یہاں اناج پیدا نہیں ہوتا"۔

آگے سیاح ذکر کرتا ہے کہ اس کے مشاہدے کے مطابق جنوبی علاقے کے بارہ میں یہ بات غلط ہے کہ وہاں غلہ نہیں اگتا۔

تو پھر مسیح کے اس فقرے سے کیا مراد ہے کہ: Beyond this there is nohing

بات یہ ہے کہ گمشدہ قبائل کے آخری آثار و روایات جھیل بائی کال سے ملحقہ سائبیرین علاقے تک ہی ملتے ہیں۔

گویا اگر یہ روایت درست ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے سفروں کی ایک جہت کا اختتام اس جھیل بائی کال پر ہوا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ پندرھویں صدی سے قبل دنیا کا ان قبائل سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ چنانچہ ایسے قبائل میں ان روایات کا پایا جانا جو عیسائی اور یہودی عقائد سے الگ تھلگ اور "شامانی" مذہب کے پیرو ہیں۔ عجیب بات ہے۔

("Traveles in the Region of the Upper and Lower amoor" by Thomas Witlam Atkinson.

First published in 1860 by Hurst and Blackett, 13 Great Marlborough Street,London.

Second published in 1996 by: Vanguard Books (PVT) Ltd. Lahore Pakistan. Page 385)

پادریوں میں ایڈز کی وجہ سے

شرح اموات بہت زیادہ ہے

امریکی اخبار "The Kansas City Star" لکھتا ہے کہ:

☆...... امریکہ میں رہنے والے رومن کیتھولک پادریوں کی اچھی خاصی تعداد ایڈز سے متعلقہ بیماریوں میں مبتلا ہو کر مر رہی ہے۔ امریکہ میں عام آبادی کی نسبت ایسے پادریوں کی شرح اموات چار گنا زیادہ ہے۔ اور اکثر ان کی موت کے سرٹیفکیٹوں پر وجہ وفات کا صحیح اندراج نہیں ہوتا۔

☆...... موت کے سرٹیفکیٹوں کو دیکھنے اور ایڈز کے ماہر ڈاکٹروں سے انٹرویو کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۱۹۸۰ء کے عشرہ کے وسط سے لے کر اب تک سینکڑوں پادری ایڈز سے متعلقہ بیماریوں کی وجہ سے مر چکے ہیں اور سینکڑوں ایسے ہیں جو H.I.V کا شکار ہیں۔

☆...... Detroit کے بشپ تھامس گمبلٹن کہتے ہیں کہ یہ چرچ کی ناکامی ہے۔ ہم جنس اور Hetrosexual پادری نہیں جانتے کہ اپنی جنسی قوت کو بے راہ روی سے بچایا جا سکتا ہے۔ لہذا وہ غیر صحتمندانہ طریقے اختیار کر کے نقصان اٹھاتے ہیں۔

☆...... اخبار نے امریکہ کے ۴۶ ہزار پادریوں میں سے تین ہزار کو سوالنامے بھجوائے تھے جن میں سے ۸۰۱ جوابات موصول ہوئے۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ ۷۵ فیصد پادری Hetrosexual ہیں۔ پندرہ فیصد ہم جنس پرست اور پانچ فیصد Bisexual ہیں۔

☆...... Rev.John Keenan جو شکاگو میں پادریوں کے لئے کلینک چلاتا ہے کہتا ہے کہ بہت سارے پادری ہم جنس تعلقات کی وجہ سے بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس نے کہا کہ اس نے ایک پادری کا علاج کیا جو آگے ۸ پادریوں کو مرض منتقل کر چکا تھا۔

☆...... اخبار کا کہنا ہے کہ ایسے پادری مریضوں کی صحیح تعداد جو ایڈز کی بیماری سے ختم ہوئے یا H.I.V. کا شکار ہیں معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ اکثر ایسے مریض گمنامی کی حالت میں مر جاتے ہیں۔

☆...... اخبار بشپ ایمرسن مور کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اس نے نیویارک کی نوکری کو ۱۹۹۵ء میں خیر باد کہا اور Minnesota چلا گیا جہاں وہ ایڈز کی بیماری کی وجہ سے مر گیا۔ اس کے موت کے سرٹیفکیٹ پر درج کیا گیا کہ اس کی وفات نامعلوم قدرتی وجوہ سے ہوئی ہے۔ اور اس کا پیشہ مزدور درج کیا گیا۔ جب ایڈز کمیٹی کے ایک متحرک کارکن نے اس اقدام کی شکایت کی تو ذمہ دار افراد نے موت کی وجہ ایچ۔ آئی۔ وی سے متعلقہ بیماری لکھ دی مگر پیشہ میں تصحیح نہ کی۔

(Patriot News, Harrisburg, Pennsylvenia. USA. January 31.2000)

(مرتبہ: رشید احمد چوہدری)

درود کی حکمت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

درود کی حکمت یہ ہے کہ انسان اپنی ذات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا احسان ایک تجربے کے طور پر محسوس کرے ورنہ کروڑہا بھی ایک شخص دن رات درود پڑھتا رہے اس کے کچھ بھی معنی نہیں"۔

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر (گھانا) میں منعقد ہونے والی

اہم تقریبات

جلسہ سیرت النبی ﷺ

مورخہ ۲۱ ستمبر کو ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر میں تیسری ٹرم کا جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم محمد یوسف یاسن صاحب، مربی سلسلہ و پرنسپل احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پانڈ نے کی۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد تین بچیوں نے مترنم آواز کے ساتھ لوکل زبان میں Songs of Praise پیش کئے جن میں درود شریف اور آنحضور ﷺ کی عظمت کا ذکر تھا۔ پھر مکرم محمد یوسف یاسن صاحب نے آنحضور ﷺ کی محبت الٰہی کے موضوع پر طلباء سے خطاب فرمایا۔ آپ نے بڑے دلنشین پیرائے میں حضورؐ کی زندگی پر محیط اس اہم موضوع کو واقعات کی روشنی میں خوب اجاگر کیا۔ خطاب کے بعد مختصر طور پر مجلس سوال وجواب بھی منعقد ہوئی جس میں طلباء نے اسلام کے بارہ میں بعض سوالات پوچھے۔

آخر پر سکول کے ہیڈماسٹر Mr.Dimbie Mumini Issah نے صدر مجلس کا شکریہ ادا کیا۔ یہ پروگرام قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس میں کل شرکاء کی تعداد ۱۲۰ تھی۔

کوئز پروگرام

تیسری ٹرم کے پروگرام میں ہم نے پہلے ہی سے ایک کوئز رکھا ہوا تھا۔ اس کا مقصد پوٹسن میں ہونے والے انٹر سکول کوئز کی تیاری بھی تھا۔ خدا کے فضل سے مورخہ ۱۰ اکتوبر کو یہ کوئز منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تلاوت و نظم کے بعد ٹیموں کا حاضرین سے تعارف کروایا گیا اور اس کے ساتھ ہی مقابلہ کا آغاز ہوا۔ پہلے تین راؤنڈ میں قرآن مجید، فقہ اور حدیث کے بارہ میں سوالات کئے گئے۔ چوتھے راؤنڈ کے سوالات سپورٹس کے بارہ میں تھے۔ پانچویں اور چھٹے راؤنڈ میں سائنس اور سیاست کے بارہ میں ٹیموں سے سوالات پوچھے گئے اور آخری راؤنڈ میں احمدیت اور تاریخ اسلام کے موضوع پر سوالات پوچھے گئے۔ خدا کے فضل سے دونوں ٹیمیں بھرپور تیاری کے ساتھ آئی تھیں۔ دو گھنٹے کا یہ پروگرام بہت دلچسپ رہا۔

☆......☆......☆

نیشنل ہیڈکوارٹر کی سیر

سکول کے طلباء کو جماعت احمدیہ سے متعارف کروانے کے لئے تیسری ٹرم میں طلباء کے ایک وفد کو احمدیہ نیشنل ہیڈکوارٹر واقع اکرا کی سیر کروائی گئی۔

اس سلسلہ میں طلباء کا ایک وفد احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر سے اکرا کے لئے روانہ ہوا جس میں خاکسار سمیت دو اساتذہ اور ۱۸ طلباء شامل تھے۔ دوسرے استاد عیسائی تھے جبکہ طلباء میں سے پانچ طلباء احمدی، تین غیر احمدی اور پندرہ عیسائی تھے۔ محترم ایوب عبداللہ صاحب نے ہمیں ہیڈکوارٹر کا تعارف کروایا پھر ہم نے باری باری مختلف مقامات دیکھے۔

☆......نمائش: اکرا میں احمدیہ مشن غانا نے شاندار نمائش کا اہتمام کر رکھا ہے جس میں دنیا بھر میں ہونے والی جماعتی ترقیات کی تصویری جھلکیاں موجود ہیں۔ تراجم قرآن کریم اور دیگر جماعتی لٹریچر کی کاپیاں بھی ہیں۔ طلباء نے بڑے انہماک سے نمائش دیکھی۔ انہیں نمائش دکھانے کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف بھی کروایا گیا۔

☆......پریس: طلباء کو احمدیہ پریس لے جایا گیا جہاں محترم منصور احمد صاحب زاہد انچارج پریس نے طلباء کو کتب و پمفلٹ کی اشاعت کے مختلف مراحل سے آگاہ کیا۔

☆......سٹور اور لائبریری: آخر پر طلباء کو جماعت کے سٹور میں لے جایا گیا جہاں جماعتی لٹریچر رکھا جاتا ہے۔ نیز انہیں لائبریری کا تعارف کروایا گیا جس میں خصوصاً آڈیو اور ویڈیو سیکشن سے آگاہ کیا گیا۔ اس کے بعد طلباء کو مشن کی طرف سے پرتکلف لنچ پیش کیا گیا۔

☆......☆......☆

مجلس سوال وجواب

اس سیر کا اہم حصہ محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم، امیر و مشنری انچارج غانا سے طلباء کی ملاقات تھی۔ محترم امیر صاحب طلباء کے ساتھ بڑے تپاک سے ملے۔ تلاوت اور مختصر تعارف کے بعد مجلس سوال وجواب کا آغاز ہوا۔

طلباء نے بڑے شوق سے اسلام اور احمدیت کے بارہ میں سوالات پوچھے۔ عیسائی طلباء نے بھی خوب کھل کر اسلام کے بارہ میں سوالات پوچھے۔ محترم امیر صاحب نے بڑے پیار سے دلائل کے ساتھ ان کے تسلی بخش جواب دئے۔ یہ نشست دو گھنٹے تک جاری رہی۔ آخر پر محترم امیر صاحب نے اختتامی دعا کرائی۔

☆......☆......☆

پہلا انٹر سکول کوئز

خدا کے فضل سے مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ پہلا انٹر سکول کوئز، احمدیہ سیکنڈری سکول پوٹسن میں ہوا۔ اس میں درج ذیل سکولوں کی ایک ایک ٹیم نے شرکت کی جبکہ ہر ٹیم تین طلباء پر مشتمل تھی۔

۱......احمدیہ سیکنڈری سکول پوٹسن
۲......احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر
۳......احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پانڈ

مقابلے کے پانچ راؤنڈ تھے۔ پہلے راؤنڈ میں قرآن مجید اور حدیث، دوسرے میں فقہ، تیسرے میں تاریخ اسلام، چوتھے راؤنڈ میں احمدیت اور پانچویں راؤنڈ میں سیاست اور سپورٹس کے بارہ میں سوالات پوچھے گئے۔ محترم ایوب عبداللہ صاحب لوکل مشنری نے تمام سوالات ٹیموں سے باری باری پوچھے۔ جو سوالات ٹیموں کو نہ آتے وہ حاضرین سے پوچھے جاتے۔ اس طرح وہ بھی مقابلہ میں شریک رہے۔ ہر راؤنڈ کے بعد مقابلہ کے نتائج سے بھی حاضرین کو آگاہ کیا جاتا رہا۔ سب ٹیمیں بہت تیاری کے ساتھ آئی تھیں اس لئے مقابلہ بہت سخت رہا۔ تاہم نتیجہ یہ رہا:

اول ٹیم......احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پانڈ
دوم ٹیم......احمدیہ سیکنڈری سکول اسارچر
سوم ٹیم......احمدیہ سیکنڈری سکول پوٹسن

اس طرح محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سنٹرل ریجن کے تین تعلیمی اداروں کے طلباء کو باہم قریب ہونے کا موقع ملا اور ان میں نہ صرف دینی معلومات کے حصول کا شوق پیدا ہوا بلکہ مسابقت کی روح بھی بیدار ہوئی۔ اس میں اساتذہ، طلباء سمیت ۳۰۰ احباب شریک ہوئے۔ غیر احمدیوں کی ایک کثیر تعداد بھی شامل ہوئی۔ اس سارے پروگرام میں تین گھنٹے صرف ہوئے۔

مخیّر احباب کی خدمت میں

ضروری گزارش

شعبہ امداد طلباء اس وقت انتہائی اعانت کا محتاج ہے۔ تعلیم کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے اس شعبہ کے وظائف بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے احباب جماعت سے گزارش ہے کہ تعلیم جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات و صدقات شعبہ امداد طلباء کے لئے بھجوائیں تاکہ ضرورت مند طلباء کی حسب ضرورت امداد کی جاسکے۔

امید ہے تمام مخیّر احباب اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ یہ رقم بمد امداد طلباء خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں جمع کروا سکتے ہیں۔ براہ راست نگران امداد طلباء معرفت نظارت تعلیم ربوہ کو بھی یہ رقوم بھجوائی جاسکتی ہیں۔ (نگران امداد طلباء)

الفضل خود بھی پڑھیے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

کینیا (مشرقی افریقہ) میں نئی تعمیر ہونے والی مساجد کے افتتاح کے دو مناظر

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:
AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ماہنامہ ”خالد“ ربوہ اپریل و جولائی ۹۹ء میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیرۃ و سوانح پر ایک تفصیلی مضمون مکرم فرید احمد نوید صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت علیؓ بن ابو طالب کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب تھی اور آپؓ آنحضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے، بچپن ہی سے حضور اکرمؐ کے ساتھ رہے اور آپؐ ہی کے گھر میں پرورش پائی۔ قریباً دس سال کی عمر میں اسلام قبول کرکے بچوں میں سب سے پہلے مسلمان ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ آپؓ کے والدین نے بھی آپؓ کے قبول اسلام پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ بعد ازاں آپؓ کی والدہ نے بھی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔

حضرت علیؓ نے مکّی زندگی کے تیرہ سال خادمانہ محبت کے ساتھ آنحضور ﷺ کے ساتھ گزارے اور ہر تکلیف برداشت کی۔ نبوت کے چوتھے سال جب آنحضورؐ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا تو آپؐ نے اپنے قریبی عزیزوں کی دعوت کی۔ دعوت میں موجود چالیس کے قریب مدعوئین کے سامنے جب آپؐ نے اسلام کی تعلیم بیان کی تو سوائے حضرت علیؓ کے کسی نے بھی تصدیق نہیں کی۔ حضرت علیؓ نے نہ صرف تصدیق کی بلکہ آپؐ کا ساتھ دینے کا عہد بھی کیا جسے زندگی بھر نبھایا۔

جب آنحضور ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمانے لگے تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے گھر کی نگرانی سونپی اور لوگوں کی امانات سپرد کیں تاکہ آپؓ انہیں واپس کردیں اور پھر اپنے بستر پر سونے کا ارشاد فرمایا...... حضرت علیؓ نے وہ رات آنحضورؐ کے بستر پر بسر کی اور صبح جب دشمن نے بستر کے قریب آکر جائزہ لیا تو وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئے۔ پھر حضرت علیؓ بھی ضروری معاملات سے فارغ ہوکر جب مدینہ پہنچے تو آنحضور ﷺ نے بڑی محبت سے آپؓ کا استقبال کیا اور مواخات کے ذریعہ سے جہاں انصار اور مہاجرین کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا وہاں حضرت علیؓ کو اپنا بھائی قرار دیا۔

میدانِ بدر میں جب جنگ سے قبل مبارزت کا آغاز ہوا تو ولید کے مقابلہ کے لئے آنحضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت علیؓ میدان میں آئے اور نہایت پھرتی سے اُس کا کام تمام کردیا۔ پھر اپنے ساتھی عبیدہؓ کی مدد کے لئے بڑھے جو شیبہ سے برسرپیکار تھے اور شیبہ کو بھی واصل جہنم کیا۔ پھر جب باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا تو بھی آپؓ نے نہایت جرأت سے دشمن پر کاری ضربیں لگائیں۔

سن دو ہجری میں آپؓ کا نکاح آنحضرت ﷺ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ سے ہوگیا۔ اس رشتے کی خواہش خود حضرت علیؓ نے کی تھی جسے آنحضورؐ نے منظور فرمایا اور پوچھا کیا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کے لئے کچھ رقم ہے؟۔ آپؓ نے عرض کیا رقم تو نہیں ہے، لیکن ایک گھوڑا اور ایک زرّہ موجود ہے۔ چنانچہ آپ نے گھوڑا تو غزوات میں شرکت کے لئے رہنے دیا لیکن زرّہ فروخت کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عثمانؓ نے آپؓ کی یہ زرّہ ۴۸۰ درہم میں خریدلی اور اس طرح آپؓ کے نکاح کا انتظام ہوگیا۔ رخصتی کے بعد آپؓ ایک علیحدہ مکان میں حضرت فاطمہؓ کو لے آئے اور مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالنا شروع کیا۔ لیکن چونکہ کوئی باقاعدہ ذریعہ روزگار نہ تھا اس لئے اکثر فاقے کرنے پڑتے۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ بھی کئی کئی وقت فاقہ سے ہوتیں اور گھر کا سارا کام اپنے ہاتھوں سے کرتیں۔

غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں کے قدم وقتی طور پر اکھڑ گئے تو بھی حضرت علیؓ آنحضور ﷺ کے ساتھ موجود رہے۔ غزوہ خندق میں بھی آپؓ نے شرکت کی۔ ۷؍ہجری میں خیبر کی مہم کی کمان آپؓ کے سپرد ہوئی اور آپؓ نے یہودیوں کے وہ مضبوط قلعے فتح کرنے کی توفیق پائی جنہیں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا چنانچہ آپؓ فاتح خیبر کہلائے۔

۸؍ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر آپؓ بھی فوج کا علم سنبھالے بڑی شان کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ ۹؍ہجری میں غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضور ﷺ نے آپؓ کو اہل بیت کی حفاظت کے لئے مدینہ میں ہی ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا۔

آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی اور نظام خلافت سے چمٹے رہے۔ آپؓ کی بیٹی ام کلثوم کی شادی چونکہ حضرت عمرؓ سے ہوئی تھی اسلئے حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں آپؓ کی اُن سے محبت دوچند ہوگئی۔

حضرت عثمانؓ کے دَور میں بھی آپؓ ایک وفادار ساتھی کے طور پر موجود رہے اور جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو آپؓ نے ایک طرف اپنی عزت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے باغیوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور دوسری طرف اپنے آقا کی خدمت کے لئے ہروقت کمربستہ رہے۔ آپؓ نے باغیوں کی اس پیشکش کو بھی نفرت کے ساتھ ٹھکرادیا جس میں حضرت عثمانؓ کو معزول کرنے اور آپؓ کے خلیفہ بننے کی خواہش کی گئی تھی۔ جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو آپؓ نے اپنے بیٹوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کیلئے اُن کے گھر بھجوادیا۔

جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کی پچھلی دیوار پھاند کر اُنہیں شہید کردیا تو وہ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس باری باری آئے تاکہ ان میں سے کوئی زمام خلافت سنبھال لے۔ جب تینوں میں سے کوئی بھی قاتلوں کا امام بننے پر راضی نہ ہوا تو انہوں نے اعلان کیا کہ اگر دو روز کے اندر کوئی فیصلہ نہ کیا گیا تو وہ ان تینوں کو قتل کردیں گے۔ چونکہ اُن کا ظلم اہل مدینہ دیکھ چکے تھے لہٰذا وہ اکٹھے ہوکر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس منصب کو سنبھالنے کی درخواست کی۔ آپؓ نے معذرت کی۔ جب دیگر صحابہؓ نے بھی معذرت کردی تو پھر اصرار کے ساتھ آپؓ سے درخواست کی گئی۔ تب آپؓ نے مسجد نبویؐ میں اس بوجھ کو اٹھانے کی حامی بھری۔

ایسے حالات میں جب بڑے بڑے بہادر دل ہار بیٹھے تھے تو حضرت علیؓ خدا کے شیر کی طرح اٹھے اور دین اسلام کی غیرت پر مسلمانوں کا راہنما بننا قبول کرلیا لیکن افسوس کہ کچھ ہی دن میں حضرت علیؓ پر باغیوں کا ساتھی ہونے کا الزام لگایا جانے لگا اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ لینے کا مطالبہ زور پکڑنے لگا۔ حضرت علیؓ کے احکامات کی باغیوں نے مسلسل نافرمانی کی اور دوسروں سے بھی جبراً کروائی۔ چنانچہ جب بے دین غلاموں پر قابو پانے کے لئے حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ ہر غلام اپنے آقا کے پاس چلا جائے تو باغیوں نے منع کردیا۔ پھر آپؓ نے باہر سے آنے والے بدویوں کو جو لوٹ مار کی نیت سے شہر میں آئے تھے، واپس چلے جانے کا ارشاد فرمایا تو انہیں بھی باغیوں نے اس حکم کو ماننے سے منع کردیا۔ ایسے میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی آپؓ کے پاس آئے اور باغیوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ آپؓ نے پوچھا کہ عملاً اس وقت مدینہ کا حاکم مَیں ہوں یا باغی؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ باغی۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ مَیں کس طرح اُن سے بدلہ لوں جب تک باہر سے مدد نہ آجائے۔ اس پر دونوں صحابہؓ مطمئن ہوکر مکہ کی طرف چلے گئے تاکہ حضرت عثمانؓ کے انتقام کے لئے لوگوں کو جوش دلائیں۔ حضرت عائشہؓ نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ چنانچہ سات آٹھ سو افراد اکٹھے ہوگئے۔ لیکن یہ تعداد تھوڑی تھی چنانچہ یہ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے جو فوج کی چھاؤنی تھی۔

جب حضرت علیؓ کو اطلاع ہوئی تو آپؓ بھی بصرہ روانہ ہوئے اور حضرت عائشہؓ کی طرف ایک صحابی کو بھجوایا کہ دریافت کریں کہ کس غرض سے آئی ہیں۔ جواب ملا ”اصلاح کے لئے“۔ آپؓ نے فرمایا کہ پھر لڑائی کیوں کریں، خود مل کر فیصلہ کرلیتے ہیں۔ اس پر طرفین راضی ہوگئے اور حضرت علیؓ نے اعلان کردیا کہ جو لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے وہ میرے لشکر میں نہ رہیں۔ چنانچہ مفسدوں نے اس ڈر سے کہ صلح ہوگئی تو وہ بے نقاب ہوجائیں گے اُسی رات شب خون مارا اور دونوں طرف یہ افواہ پھیلادی کہ گویا مخالف فریق نے حملہ کردیا ہے۔ ایسے میں بھی حضرت علیؓ نے احتیاط کی اور حکم دیا کہ ہمارا کوئی آدمی اُن سے نہ لڑے خواہ وہ لڑتے رہیں۔ لیکن مفسدوں نے نہ مانا چنانچہ فریقین نہ چاہتے ہوئے بھی لڑائی میں کود پڑے۔ حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو قرآن دے کر بصرہ والوں کی طرف بھیجا کہ اس پر صلح کرلو لیکن انہوں نے خیال کیا کہ پہلے تو دھوکہ سے حملہ کیا گیا ہے اسلئے اب تو یہ نہیں ہوسکتا اور انہوں نے قرآن لے جانے والے آدمی کو قتل کردیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے بھی لڑائی شروع کردی۔

لڑائی زور و شور سے جاری تھی جب ایک صحابی حضرت کعبؓ نے حضرت عائشہؓ سے عرض کی کہ مسلمان ایک دوسرے کو مار رہے ہیں لیکن آپؓ کے ذریعہ اُن کی جان بچ سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار ہوکر میدان میں پہنچیں اور کعبؓ کو قرآن دے کر کھڑا کیا کہ اس پر فیصلہ کرلو۔ حضرت علیؓ نے لڑائی بند کرنے کا حکم دیا لیکن مفسدوں نے بے تحاشہ تیر برسانے شروع کردیئے۔ جب کعبؓ شہید ہوگئے اور تیر حضرت عائشہؓ پر پڑنے لگے تو بڑے بڑے مسلمان بہادر حضرت عائشہؓ کے سامنے آتے اور مارے جاتے۔ آخر جب مسلمانوں کا بہت جانی نقصان ہوگیا تو حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اونٹ گرا تو بصرہ والے بھاگ گئے اور میدان پر حضرت علیؓ کا قبضہ ہوگیا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت عائشہؓ مدینہ جانا چاہتی تھیں چنانچہ انہیں مدینہ روانہ کردیا گیا۔ حضرت علیؓ دوسرے صحابہؓ کے ہمراہ انہیں الوداع کرنے آئے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ہم میں کوئی عداوت نہیں۔ یہی بات حضرت علیؓ نے کہی اور اس طرح بالکل صلح صفائی ہوگئی۔ یہ جنگ، جنگِ جمل کہلاتی ہے۔

پھر حضرت علیؓ کوفہ تشریف لے گئے اور مدینہ کی بجائے کوفہ کو دارالخلافہ مقرر کردیا۔ جلد ہی مفسدین کی وجہ سے حضرت علیؓ کو حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ بھی جنگ میں الجھنا پڑا۔ جسے جنگ صفین کہا جاتا ہے۔ اسی جنگ کے دوران ”خوارج“ کا فتنہ بھی کھل کر سامنے آگیا جنہوں نے کھلے عام خلافت کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ چنانچہ ۴۰؍ہجری میں انہوں نے ایک بدقسمت خارجی عبدالرحمن بن ملجم کو حضرت علیؓ کے قتل کے لئے تیار کیا۔ وہ کوفہ پہنچا اور رمضان کی ایک صبح جب حضرت علیؓ نماز فجر ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لائے تو اُس بدبخت نے زہر میں بھگویا ہوا خنجر جسم مبارک میں پیوست کردیا۔ جلد ہی جسم میں خنجر کا زہر پھیل گیا اور ۲۰؍ رمضان المبارک کی رات آپؓ کا وصال ہوگیا اور اِس بے نفس اور پاک انسان کو کوفہ کے ایک قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

10/03/2000 – 22/03/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 10th March 2000

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50 Children's Corner: Yassarnal Quran Class
01.10 Liqa Ma'al Arab(New): ®
Tabarukaat: Speech J/S 1968 ®
03.10 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
03.35 Urdu Class: Lesson No.218 ®
04.00 Documentary: Exhibition from Rabwah ®
04.25 Learning Arabic: Lesson No.33 ®
04.45 Homeopathy Class: Lesson No.102 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Yassarnal Quran Class
07.10 Children's Corner: Ilmi Programme ®
07.30 Quiz History of Ahmadiyyat: No.30 ®
08.15 Siraiky Programme: F/S Rec:05.03.99
09.20 Liqa Ma'al Arab: (New) ®
10.30 Urdu Class: Lesson No.218 ®
10.55 Indonesian Service:Tilawat, Dars Hadith,...
11.25 Bangali Service:Various Items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00 Friday Sermon LIVE
14.00 Documentary:Safar Hum Nay Kiya
14.25 Majlis-e-Irfan(New): With Huzoor
15.25 Friday Sermon by Hazoor ®
16.25 Children's Corner: Class No.15 Part 1
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Darsul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No.219
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.265
20.45 Belgian Programme:Children's Class No.24
21.20 Documentary: Safar Hum Nay Kiya ®
21.45 Friday Sermon ®
22.50 Majlis e Irfan With Hazoor ®

Saturday 11th March 2000

00.05 Tilawat, News
00.50 Children's Corner No.15 Part 1 ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.265 ®
02.15 Friday Sermon ®
03.20 Urdu Class: With Hazoor No.219 ®
04.30 Computers for Everyone: Part 40
04.50 Majlis e Irfan With Huzoor ®
06.05 Tilawat, Weekly Preview, News
06.50 Children's Corner: No.15 Part 1 ®
07.35 MTA Mauritius: Nasrat Programme
08.00 MTA Mauritius: Missionaries in Mauritius
08.15 Documentary: Safar Hum Nay Kiya ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.265 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.219 ®
11.00 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish Lesson No.18
13.05 Mulaqat with German friends (New)
14.05 Bengali Service: Various Programmes
15.05 Children's Class(New): Rec: 11.03.00
16.05 Quiz Khutabat –e- Imam
17.00 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Preview
18.25 Urdu Class: With Hazoor No.220
19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.266
21.00 Arabic Programme:
21.25 Children's Class: With Huzoor ®
22.30 MTA Variety: Produced by MTA Pakistan
22.50 Mulaqat with Hazoor & German friends ®

Sunday 12th March 2000

00:05 Tilawat, News
00.45 Quiz Khutabat –e- Imam
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.266 ®
02.15 Canadian Horizon:Children's Class ®
03.15 Urdu Class: Lesson No.220 ®
04.30 Learning Danish: Lesson No.18 ®
04.55 Children's Class with Huzoor ®
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
07.10 Quiz Khutabat –e- Imam ®
07.35 Majlis e Irfan: With Huzoor ®
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.266 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No. 220 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.158
13.10 Mulaqat with Young Lajna (new)
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Friday Sermon: Rec.10.03.00 ®
16.25 Children's Class: Lesson No.57, Final Part,
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi

18.30 Urdu Class: Lesson No.221
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.267
20.40 Bosnian Item: Ahmadiyyat and Bosnians
21.00 Darsul Quran by Hazoor: No.23 (1995)
22.55 Mulaqat With Hazoor & Young Lajna ®

Monday 13th March 2000

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Class: Lesson No.57, Final Part
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.267 ®
02.15 Documentary: Temples of Egypt
02.35 MTA USA: Eid Special
02.55 Urdu Class: Lesson No.221 ®
04.10 Learning Chinese: Lesson No.158 ®
04.55 Mulaqat with HuzoorWith Young Lajna ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Kudak No.8 ®
06.55 Dars ul Quran(1995): from London ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.267 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.267 ®
10.55 Indonesian Service: F/S By Hazoor
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian Lesson No.55
13.05 Rencontre Avec Les Francophones(new)
14.10 Bengali Service: Various Items
15.05 Homeopathy Class With Hazoor No.103
16.20 Children's Class: Session No.58, Part 1,
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: With Hazoor No.222
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.268
20.35 Turkish Programme: Discussion
21.05 Rencontre Avec Les Francophones ®
22.05 MTA Variety: Bait Bazee
22.30 Homeopathy Class: Lesson No.103 ®
23.30 Learning Norwegian: Lesson No.55 ®

Tuesday 14th March 2000

00:05 Tilawat, News
00.35 Children's Class: No.58, Part 1 ®
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.268 ®
02.20 MTA Sports: Kabaddi Match
03.05 Urdu Class: Lesson No.222 ®
03.30 Safr Hum Nay Kiya: Sahardu Visit
04.20 Learning Norwegian: Lesson No.55 ®
05.00 Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Class: No.58, Part 1 ®
07.15 Pushto Programme: F/S Rec: 20.10.98
08.20 Islamic Teachings:
09.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.268 ®
10.10 Urdu Class: Lesson No. 222 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Swedish: Lesson No.40
13.00 Bengali Mulaqat (New):
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjumatul Quran Class No.73
16.15 Children's Corner: Waqfe Nau Item
16.35 Children's Corner: Yassarnal Quran Class,
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No.223
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.269
20.35 MTA Norway:Philosophy of the teachings
20.55 Mulaqat with Bengali Speaking Friends ®
21.55 Hamari Kaenat:Telescopes and stars
22.20 Tarjumatul Quran Class No. 73 ®
23.35 Learning Swedish Lesson No.40 ®

Wednesday 15th 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Yassarnal Quran ®
00.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 269 ®
02.00 Mulaqat With Bengali Speaking Friends ®
03.00 Urdu Class: Lesson No.223 ®
04.10 Learning Swedish: Lesson No.40 ®
04.45 Tarjumatul Quran Class No.73 ®
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.40 Children's Corner: Yassarnal Quran ®
07.00 Swahili Programme: Muzakhra Part 4
08.05 Hamari Kaenat: Telescopes & stars ®
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.269 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.223 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Spanish: Lesson No. 27
13.05 Atfal Mulaqat(New):Rec: 08.03.00
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Tarjumatul Quran class No.74
16.15 Children's Corner: Waqfe Nau Items
16.55 German Service: Various
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No.224
19.10 Liqa Ma'al Arab No.271
20.25 MTA France: Quiz Programme
20.50 Mulaqat:With Hazoor and Atfal ®
21.55 Durr-e-Sameen
22.25 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.74 ®
23.30 Learning Spanish: Lesson No.27 ®

Thursday 16th March 2000

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Quiz,Quran e Kareem®
01.00 Liqa Ma'al Arab No.271 ®
02.05 Mulaqat With Hazoor and Atfal ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.224 ®
04.10 Learning Spanish: Lesson No.27 ®
04.50 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.74 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Quiz Quran e Kareem®
07.05 Sindhi Programme: F/S, Rec.09.01.98
08.05 Durr-e-Sameen ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.271 ®
10.05 Urdu Class: Session No.224 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic: Lesson No.34
12.55 Liqa Ma'al Arab (New):
13.55 Bengali Service: F/S Rec:16.08.91
15.05 Homeopathy Class: Lesson No.104
16.10 Children's Corner: Yassarnal Quran
16.30 Children's Corner: Eid Show
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No.225
19.50 Liqa Ma'al Arab(New) ®
20.50 MTA Lifestyle: Al Maidah
21.20 MTA Variety
22.00 Quiz History Of Ahmadiyyat No.31
22.30 Homeopathy Class No. 104 ®
23.35 Learning Arabic: Lesson No.34 ®

EID SCHEDULE
17th 18th and 19th March 2000

During the 3 days of Eid we will Insha'Allah be showing a variety of programmes from various countries to mark this occasion.

Please also note the times for the following:

		Eid Sermon	Friday Sermon
Friday	17.03.00	13.30, 20.15	15.00, 21.30
Saturday	18.03.00	01.00	02.15

Please note that these figures are based on London Time.

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, March 10, 2000 | Issue No. 10

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

"پاسبان حرم" شہزادوں کی شاہ خرچیاں

ماہنامہ "خواتین میگزین لاہور"، مئی ۱۹۹۹ء کا ایک عبرتناک نوٹ زیر عنوان ہنستی مسکراتی تحریریں:

"کچھ دن پہلے ایک غیر ملکی رسالے میں اپنے پاسبان حرم شہزادوں کی شاہ خرچیوں کی ایک خبر پڑھی۔ ہمارے ایک عربی شہزادے صاحب کے ہاں جانے کے لئے "کنکارڈ" طیارہ چارٹر کیا جس پر وہ پیرس گیا اور واپس آیا اور طوائف پر لاکھوں ڈالر خرچ ہوئے۔ یہ سعودی عرب کے اس شاہی خاندان کا شہزادہ ہے جس نے کویت پر عراق کے حملے سے خوفزدہ ہو کر امریکہ کو مدد کے لئے پکارا تھا"۔

☆......☆......☆

ختم نبوت کے نام پر شرمناک جعلسازی

"مفتی محمد جمیل خان" نے جنگ ۷ر ستمبر ۱۹۹۹ء کی خاص اشاعت میں "تحریک ختم پاکستان" کو "تحریک ختم نبوت" ثابت کرنے کے لئے دجل و فریب کے اپنے ہی قائم کئے ہوئے گزشتہ سب ریکارڈمات کردئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مرزا غلام احمد قادیانی سے مناظروں اور تحریری مقابلوں کا سلسلہ شروع کیا"۔

قارئین یہ معلوم کر کے یقیناً حیران ہونگے کہ حضرت قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی، پروفیسر احسان الٰہی رانا (مقالہ نگار اردو معارف اسلامیہ) کی تحقیق کی رو سے ۱۷۳۰ء۔۱۷۳۱ء میں پیدا ہوئے اور ڈاکٹر محمود الحسن عارف کی قطعی رائے کے مطابق یکم رجب ۱۲۲۵ھ مطابق ۲ر اگست ۱۸۱۰ء کو یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی ولادت باسعادت سے قریباً پچیس سال (ربع صدی) قبل وفات پائی۔

(تذکرہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی صفحہ ۲۱۲،۲۱۳۔ مؤلفہ ڈاکٹر محمود الحسن عارف: ناشر ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲ کلب روڈ لاہور۔ طبع اول ۱۹۹۵ء)

ان "مفتی" صاحب سے کوئی پوچھے کہ جو بزرگ خدا کے مقدس مسیح کی پیدائش سے بھی ربع صدی قبل واصل بحق ہوئے اور پانی پت میں اپنے جدامجد شیخ مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء عثمانی کے مزار سے متصل ایک علیحدہ چاردیواری میں سپرد خاک کئے گئے وہ کب اپنے مدفن سے مناظروں اور مقابلوں کے لئے زندہ ہوئے تھے؟؟

بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اگر حضرت قاضی محمد ثناءاللہ پانی پتی بفرض محال آج زندہ ہو کر دوبارہ اس دنیا میں تشریف لے آئیں تو وہ ۷ر ستمبر کی قرارداد اسمبلی کی دھجیاں بکھیر دیں گے۔ اس لئے کہ وہ بھی جماعت احمدیہ کی طرح فیضان ختم نبوت کے داعی اور علمبردار تھے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ اپنی مشہور "تفسیر مظہری" میں آیت "اذ اَوحَینَا اِلٰی اُمِّكَ ما یُوحی" (طٰہ: ۳۹) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وحی اور تشریعی نبوت کے لئے انبیاء مخصوص ہیں اور انبیاء سب کے سب مرد ہی ہوئے۔ رسول اللہ صلعم پر اس نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ البتہ وحی غیر تشریعی انبیاء کے لئے مخصوص نہیں ہے خواہ بطریق الہام ہو یا بکلام ملائکہ۔ نہ اس کے لئے مردوں کی خصوصیت ہے جس طرح حضرت مریم سے فرشتے نے کلام کیا تھا، اولیاء کے پاس بھی یہ وحی آتی ہے اور رسول اللہؐ کے بعد بھی اس کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا، اسی طرح کمالاتِ نبوت کا حصول بھی اولیاء کو بالتبع یعنی انبیاء کی خوشہ چینی سے ہو جاتا ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات کے باب نمبر ۲۷۰ میں لکھا ہے کہ تشریعی نبوت کا اگرچہ اس امت کے لئے سلسلہ منقطع ہو گیا لیکن میراث نبوت کا سلسلہ نہیں منقطع ہوا۔ اس امت میں بعض افراد میراثِ نبوت کے وارث ہوتے ہیں، بعض میراثِ رسالت کے، بعض دونوں کے۔ علماء جو کہتے ہیں کہ نبوت محض اختصاص الٰہی (وہبی، عنایتی محض انتخاب الٰہی) ہے اس سے مراد نبوت تشریعی ہے یعنی بوحی الٰہی اللہ کی طرف سے احکام کا نزول براہ راست صرف انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔

رسول اللہؐ نے بھی اسی تشریعی نبوت کے متعلق فرمایا ہے کہ نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی۔ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ شیخ اکبر نے فتوحات کے باب الصلوٰۃ کے آخر میں بھی ایسی ہی تشریح کی ہے"۔

("تفسیر مظہری" مترجم جلد ہفتم صفحہ ۳۴۸،۳۴۹ ناشر سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی اشاعت جولائی ۱۹۷۷ء)

اسلامی ریاست۔ جہاں نہ اسلام محفوظ ہے اور نہ ہی مسلمان

(محمد محمود طاہر)

پاکستان کے معروف کالم نگار عطاء الحق قاسمی لکھتے ہیں:

"جو سوال میرے ذہن میں کلبلا رہا ہے وہ یہ ہے کہ مذہب کی طرف رجحان کا عمل پاکستان میں ضیاء الحق کے دور سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد کے ادوار سے ہوتا ہوا اپنے عروج پر پہنچتا ہے۔ مگر کرپشن کا عمل بھی اس تبدیلی کے شانہ بشانہ ضیاء الحق کے دور سے ہی شروع ہوتا ہے اور آج یہ اپنے تکمیلی مراحل میں ہے۔ جو لوگ مذہب کی طرف راغب ہو رہے ہیں ان کی ایک بڑی تعداد کی زندگیوں میں سوائے عبادات اور حلئے کے کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ صنعت کاروں کا مزدوروں سے ظلم، راشی افسران کا وجود، سیاست میں دھوکہ دہی کا ہونا، وکیل، جج، پروفیسر سبھی اپنی ڈگر پر چل رہے ہیں"۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶/جنوری ۲۰۰۰ء)

پاکستان میں مذہبی انتہا پسندی کا خاص دور جنرل ضیاء الحق کے وقت سے شروع ہوتا ہے جب اس نے اسلام کے نام پر اپنے اقتدار کو طول دینے کی سیاست کھیلی اور مختلف قوانین کے ذریعہ مزعومہ اسلامائزیشن کا آغاز کیا۔ اگر یہ مذہب کی طرف رجحان یا اسلامائزیشن کا عمل واقعۃً درست اور برحق اور اخلاص اور تقویٰ پر مبنی ہوتا تو اس کے نتیجہ میں ملک میں امن وامان کا دور دورہ ہونا چاہئے تھا۔ جہاں ہر ایک کی جان، مال اور عزت محفوظ ہوتی اور اعلیٰ اسلامی اخلاق پر مبنی ہر قسم کی بددیانتیوں اور بدکاریوں سے پاک ایک حسین معاشرہ ابھر کر سامنے آتا۔ لیکن حالات اس کے برعکس ہیں۔

کیا اس سے صاف طور پر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ضیاء الحق اور اس کے ساتھی ملاؤں و دیگر سیاست دانوں نے محض اسلام کا نام استعمال کیا ورنہ ان کے کسی اقدام کو بھی حقیقت میں اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو پھر (نعوذ باللہ) الزام دین اسلام پر آئے گا کہ اسکے نفاذ سے ملک میں ابتری اور بھی بڑھ گئی۔

خود غرض، بے دین سیاستدانوں نے ملاں کی ہمنوائی کرتے ہوئے ملک کو کس پستی تک پہنچایا ہے اس سلسلہ میں جنگ اخبار کے کالم نگار جاوید چوہدری کی درج ذیل تحریر ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

"رمضان میں پورا مہینہ فجر سے تراویح تک وفاقی دارالحکومت کی تمام مساجد پولیس کسٹڈی میں رہیں۔ یہ اسلام آباد کا منظر ہے جسے پاکستان کا دارالامان کہا جاتا ہے جبکہ کراچی سے سوات اور چمن سے واہگہ تک ہر شہر اور قصبے میں شاید ہی کوئی مسجد ہو جس کے باہر کمانڈوز، کلاشنکوفیں، رائفلیں اور پستول نظر نہ آتے ہوں۔

اگر ہم مسجدوں سے باہر نکل کر علماء کا جائزہ لیں تو وہ بھی ہمیں اتنے ہی غیر محفوظ دکھائی دیتے ہیں۔ پاکستان میں شاید ہی کوئی ایسا قابل ذکر مذہبی راہنما ہو جس کی رہائش پر مسلح پہرہ نہ ہو، جس کی گاڑی کے آگے پیچھے، دائیں بائیں محافظ نہ بیٹھے ہوں۔ اس سے بھی آگے جائیں تو اب جنازوں کے آگے پیچھے بھی بندوقوں کی نالیاں نظر آتی ہیں۔

یہ صورت حال اسی طرح رہی تو وہ وقت آتے دیر نہیں لگے گی جب والدین کو بچے کے کان میں اذان دلانے سے پہلے بھی سیکورٹی ایجنسیوں سے گارڈز منگوانا پڑیں گے اور ہر دیندار شخص گھر سے نکلتے وقت جیب میں ریوالور ٹٹول کر دیکھے گا۔

آخر ساڑھے تین لاکھ پولیس کب تک ہمارے قیاموں، رکوعوں اور سجدوں کی حفاظت کرے گی۔ اور یہ قدرت کی ناراضگی نہیں کہ اسلام کے نام پر بننے والی سب سے بڑی اسلامی ریاست میں آج نہ اسلام محفوظ ہے اور نہ ہی مسلمان"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۲/جنوری ۲۰۰۰ء)

جناب جاوید چوہدری صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ملک اس دردناک حالت کو ایک دن میں نہیں پہنچا۔ یہ ان مبینہ "علماء" ہی کی فتنہ انگیزیوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے کے جرم میں احمدی مسلمانوں پر مقدمے درج کروائے، انہیں جیلوں میں ڈالا گیا، انہیں مارا پیٹا گیا، ان کی مساجد سے آیات قرآنی اور کلمہ طیبہ کو مٹوایا گیا۔ ان کی مذہبی و شہری آزادیوں اور بنیادی انسانی حقوق کو سلب کیا گیا۔ اور کئی ایک معصوم و پرامن احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ مکافات عمل کا الٰہی قانون اپنا کام تو کرے گا۔ کاش اب بھی قوم کی آنکھیں کھلیں اور وہ ملاں کے شکنجے سے آزاد ہو کر سکھ اور چین کا سانس لے۔

نحوستوں کا قلندر ہے پیر تسمہ پا
کسی دن اس کو گلے سے اتار کر دیکھو

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔